UNIVERSAL
LIBRARY
OU_226154
UNIVERSAL
LIBRARY

اللہ یجتبی الیہ من یشاء ویہدی الیہ من ینیب

الحمد للہ علی احسانہ کہ درین زمان مسعود و اوان محمود نسخہ نادر الوجود سعادت انتما المسمی

مقامات الاولیاء

۱۳۱۲ھ

مصنفہ مجمع الفضائل و مرجع الفواضل مولانا محمد خلیل الرحمن صاحب برادر مولوی سلمہ الباری بجا جیبہ ۱۳۱۲

در مطبع مجتبائی واقع دہلی مطبوع شد

مختصر فہرست کتبخانہ تجارت مطبع مجتبائی دہلی

خیر معین ترجمہ اردو حصن حصین مطبوعہ مجتبائی۔ یہ نادر کتاب تمام کتب صحاح اور کتب احادیث نبویہ علیہ الصلوٰۃ والسلام کا لب لباب ہے۔ اس میں کوئی ورد اور وظیفہ اور عمل ایسا نہیں ہے کہ جسکی قوی سند رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم تک نہ پہنچتی ہو تمام مومنین اور مومنات کے لئے اس سے بڑھکر کوئی کتاب پائی نہیں جاتی جس کے دیکھنے سے انسان افضل حسنات ہوتا ہے اور عمل کرنے سے نجات پاتا ہے۔ چونکہ یہ کتاب زبان عربی میں تھی اور ترجمہ اس کا زمانۂ حال کے مطابق نہ تھا اس لئے راقم نے بنظر رفاہ عام و خیر خواہی اسلام اس کتاب کو مولانا محمد احسن صاحب مرحوم کی خدمت میں بھیجا انھوں نے سارا ترجمہ زبان حال کے موافق مرتب کیا اور جا بجا الفاظ دقیق کے معانی بھی بقید اعراب بیان کئے اور جس مطلب میں کچھ اجمال تھا اسکو شرحوں سے دیکھکر واضح کیا اور بعض اعمال مجربہ کو انکے موقعوں پر اضافہ فرمایا جس کا حال دیکھنے سے معلوم ہوگا۔

تاریخ مکہ معظمہ اس میں حالات بنا ر کعبہ شریف وغیرہ بہت خوبی کے ساتھ بامحاورہ اردو میں مطبع نے مرتب کرا کر درج کئے ہیں۔ عجیب تاریخ ہے۔

ما ثبت بالسنۃ مع ترجمہ اردو مسمیٰ باعمال الماثورہ فی ایام الشہورہ یہ ترجمہ بامحاورہ زیر متن ہے اور اسکے حاشیہ پر حل لغات۔ یہ کتاب ایک مدت سے نایاب تھی مطبع نے اردو ترجمہ کرا کر بخط واضح و صاف طبع کی ہے حضرت شیخ عبد الحق محدث دہلوی کی تالیف سے ہے۔ اس میں حدیثیں ہیں اور ہر مہینے کے فضائل و واقعات لکھے گئے ہیں۔

سراج السالکین ترجمہ اردو منہاج العابدین نہایت صحیح۔ مجتبائی

انیس الارواح ملفوظات حضرت عثمان ہارونی مرتبہ حضرت خواجۂ خواجگان معین الدین چشتی رحمہ اللہ

اسرار العارفین ترجمہ اردو دلیل العارفین۔ مجتبائی

انیس العاشقین فارسی در بیان معرفت و تصوف و حصول الی اللہ از مولانا حسام الدین مانکپوری رح مطبوعہ مجتبائی پریس

انوار احمدیہ مع رسالہ ہدیہ مجددیہ از مولانا وکیل احمد صاحب سکندر پوری

تصفیۃ القلوب ترجمۂ اردو ضیاء القلوب ایک کالم میں اصل کتاب ہے دوسرے میں اسکا بامحاورہ ترجمہ ہے

رفیق الارواح ترجمہ اردو مونس الارواح

راحۃ القلوب ملفوظات حضرت بابا فرید گنجشکر مؤلفہ حضرت نظام الدین اولیا رحمہ اللہ۔ مطبوعہ مجتبائی۔

فوائد السالکین ملفوظات حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکی رح مرتبہ حضرت بابا فرید رح

صفات الاولیا۔ فارسی

تاریخ حبیب اللہ آنحضرت کے حالات از پیدائش تا وفات۔

تاریخ بنی اسرائیل مع نقشجات از مولوی عبد الحق صاحب مفسر تفسیر حقانی۔

روح الایمان فی مناقب نعمان یہ کتاب امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کے تمام حالات پر حاوی ہے اس کتاب میں بہ نسبت سیرۃ النعمان بہت سے مضامین عالیہ زائد ہیں اگرچہ خیرات الحسان کا اردو ترجمہ ہے۔ مگر اسکے ساتھ میں اور بھی مضامین عجیب و غریب کتب معتبرہ کے حوالے سے اضافہ کئے گئے ہیں مطبع ہذا میں نہایت صفائی سے طبع ہوئی ہے۔

تاریخ بیت المقدس اردو مع نقشجات از مولوی عبد الحق صاحب مفسر تفسیر حقانی۔

اجمال العارفین۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمد للہ رب العالمین والصلوٰۃ والسلام علی سید المرسلین سیدنا و نبینا محمد و آلہ و صحبہ
کلما ذکرہ الذاکرون وکلما غفل عن ذکرہ الغافلون فقیر حقیر کمترین جہان محمد خلیل الرحمٰن رامپوری
عفا اللہ عنہ صاحبانِ باصفا کی خدمت میں عرض کرتا ہے کہ ان دنوں چونکہ بعضے لوگوں نے
بیعتِ بزرگانِ طریقت و واصلانِ علمِ حقیقت کو خلافِ سنت سمجھ رکھا ہے اور آدابِ ذکر
و شغل و مراقبات و لطائف و رابطہ و توجہ و توسل و استمداد کو بدعت سیئہ قرار دے رکھا
ہے اور عوام اہلِ اسلام کو گمراہی و آزادی سکھلانے اور اولیائے کرام سے بداعتقاد بنانے
اور اتباع ائمہ اربعہ مجتہدین شریعت سے باز رکھنے اور پیروی طریقہ پیرانِ کبار سے منع
کرنے کے لئے بہت سے رسائل چھاپے ہیں۔ اس اندیشہ سے کہ لوگ بہک نہ جائیں
مجھکو زیادہ مناسب معلوم ہوا کہ ہر ایک شبہات کے جوابات باختصار عام فہم زبان اُردو
میں قلم بند کئے جائیں اور انکو طبع کیا جائے۔ تاکہ عوام الناس بخوبی سمجھ کر انکے فریب سے
محفوظ رہیں اور اولیائے عظام کی اہانت کرنے سے گرفتارِ وبالِ دارین نہوں۔ لہذا
اس کتاب کو تیرہ فصلوں پر منقسم کر کے مقامات الاولیاء کے نام سے نامزد کیا گیا

وَاللّٰهُ یَهْدِیْ مَنْ یَّشَآءُ اِلٰی صِرَاطٍ مُّسْتَقِیْمٍ ○ رَبَّنَا افْتَحْ بَیْنَنَا وَبَیْنَ قَوْمِنَا بِالْحَقِّ
وَاَنْتَ خَیْرُ الْفَاتِحِیْنَ ○ رَبِّ احْكُمْ بِالْحَقِّ وَرَبُّنَا الرَّحْمٰنُ الْمُسْتَعَانُ عَلٰی مَا تَصِفُوْنَ ○

سورۂ بقرہ · سورۂ اعراف · سورۂ انبیا

پہلی فصل اقسام بیعت اور اُسکی فضیلت کے بیان میں

بیعت کی فضیلت کے واسطے یہہ آیۃ شریف کافی ہی اِنَّ الَّذِیْنَ یُبَایِعُوْنَكَ اِنَّمَا یُبَایِعُوْنَ اللّٰهَ یَدُ اللّٰهِ فَوْقَ اَیْدِیْهِمْ فَمَنْ نَّكَثَ فَاِنَّمَا یَنْكُثُ عَلٰی نَفْسِهٖ وَمَنْ اَوْفٰی بِمَا عٰهَدَ عَلَیْهُ اللّٰهَ فَسَیُؤْتِیْهِ اَجْرًا عَظِیْمًا ○ بیشک جو لوگ بیعت کرتے ہیں تم سے اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم وہ اللہ تعالیٰ سے بیعت کرتے ہیں اللہ تعالیٰ کا ہاتھ اُن کے ہاتھوں پر ہی۔ پس جو عہد شکنی کرتا ہی تو اپنی مضرت پر عہد توڑتا ہی اور جو کوئی پورا کرتا ہے اُسکو جسپر اللہ تعالیٰ سے عہد کیا ہی پس عنقریب اُسکو اجر عظیم عنایت کرے گا۔ مولانا شاہ ولی اللہ صاحب محدث دہلوی نے شروع قول الجمیل میں لکھا ہی جسکا ترجمہ یہہ ہی کہ احادیث مشہورہ میں منقول ہوا ہی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے جو لوگ بیعت کرتے تھے کبھی ہجرت اور جہاد پر اور گاہے اقامت ارکان اسلام یعنے صلوٰۃ وصوم وزکوٰۃ وحج پر اور گاہے ثبات اور قرار پر معرکہ کفار میں چنانچہ بیعت الرضوان اور کبھی سنت نبوی کے تمسک پر اور بدعت سے بچنے پر اور عبادات کے حریص اور شائق ہونے پر چنانچہ بروایت صحیح ثابت ہوا ہی کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے بیعت لی انصار کی عورتوں سے نوحہ نہ کرنے پر اور ابن ماجہ نے روایت کی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے چند محتاج مہاجرین سے بیعت لی اسپر کہ لوگوں سے کسی چیز کا سوال نکریں سو اُن میں سے کسی شخص کا یہہ حال تھا کہ اُسکا کوڑا گرجاتا تھا تو اپنے گھوڑے سے اترکر اُسکو

اُٹھا لیتا تھا اور کسی سے کوڑا اُٹھا دینے کا بھی سوال نہ کرتا تھا اور جس میں کچھ شک اور شبہہ نہیں وہ یہہ ہو کہ جب ثابت ہو رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلم سے کوئی فعل بطریق عبادت اور اہتمام کے نہ بر سبیل عادت تو وہ فعل سُنت دینی سے کمتر تو نہیں چونکہ بیعت لینا امور مذکورہ کا بطریق عبادت بکمال اہتمام تھا تو بیعت کے مسنون ہونے میں اب کچھ شک اور شبہہ نہیں بعد اُس کے لکھا ہو کہ بیعت چند قسم پر منقسم ہے بیعت خلافت کی اور بیعت اسلام لانے کی اور بیعت تقویٰ کی رسّی پکڑنے کی اور بیعت ہجرت و جہاد کی اور بیعت جہاد میں مضبوط رہنے کی انتہی پس یہہ بیعت تقویٰ و توبہ جو صوفیہ کا سلسلہ جاری ہو اس آیۃ شریفہ سے ثابت ہو

یَآ اَیُّھَا النَّبِیُّ اِذَا جَآءَکَ الْمُؤْمِنٰتُ یُبَایِعْنَکَ عَلٰٓی اَنْ لَّا یُشْرِکْنَ بِاللّٰہِ شَیْئًا وَّلَا یَسْرِقْنَ وَلَا یَزْنِیْنَ وَلَا یَقْتُلْنَ اَوْلَادَھُنَّ وَلَا یَاْتِیْنَ بِبُھْتَانٍ یَّفْتَرِیْنَہٗ بَیْنَ اَیْدِیْھِنَّ وَاَرْجُلِھِنَّ وَلَا یَعْصِیْنَکَ فِیْ مَعْرُوْفٍ فَبَایِعْھُنَّ وَاسْتَغْفِرْ لَھُنَّ اللّٰہَ اِنَّ اللّٰہَ غَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ ○

یعنے اے نبی جب آویں تمہارے پاس مُسلمان عورتیں اقرار کرنے کو اس طور پر کہ شریک نہ ٹھہراویں اللہ کا کسی کو اور چوری نہ کریں اور بدکاری نہ کریں اور قتل نکریں اپنی اولاد کو اور نہ لاویں طوفان باندھکر اپنے ہاتھہ پاؤں میں اور نافرمانی نہ کریں کسی اچھے کام میں تو اُن سے بیعت لو اور معافی مانگو اُنکے واسطے اللہ سے بیشک اللہ بخشنے والا مہربان ہو۔ پس یہہ بیعت مومنات کی بیعت اسلام نہیں ہو کہ اول ایمان لانا اُنکا لفظ مومنات سے ثابت ہو بلکہ بیعت توبہ و تقویٰ ہو کہ یہہ سنت نبوی کا عمل صوفیہ میں جاری ہے۔ چنانچہ قول الجمیل میں مذکور ہو اِنَّ الْبَیْعَۃَ سُنَّۃٌ وَلَیْسَتْ بِوَاجِبَۃٍ لِاَنَّ النَّاسَ بَایَعُوا النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَتَقَرَّبُوْا بِھَا اِلَی اللّٰہِ تَعَالٰی وَلَمْ یَدُلَّ دَلِیْلٌ عَلٰی تَاثِیْمِ تَارِکِھَا وَلَمْ یُنْکِرْ اَحَدٌ مِّنَ الْاَئِمَّۃِ عَلٰی تَارِکِھَا فَکَانَ کَالْاِجْمَاعِ عَلٰی اَنَّھَا لَیْسَتْ بِوَاجِبَۃٍ یعنی بیعت سُنت ہو واجب نہیں اسواسطے کہ اصحاب نے

رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے بیعت کی اور اُسکے سبب سے حق تعالیٰ کی نزدیکی چاہی اور کسی دلیل شرعی نے تارک بیعت کے گنہگار ہونے پر دلالت نہ کی اور ائمہ دین نے تارک بیعت پر انکار نکیا تو یہہ عدم انکار گویا اجماع ہوگیا اسپر کہ وُہ واجب نہیں بعد اسکے فرماتے ہیں اَلتَّوْبَۃُ وَالْعَزِیْمَۃُ عَلٰی تَرْکِ الْمَعَاصِیْ وَالتَّمَسُّکُ بِحَبْلِ التَّقْوٰی خَفِیٌّ مُضْمَرٌ فَاُقِیْمَتِ الْبَیْعَۃُ مَقَامَہُمَا یعنے توبہ اور عزم کرنیکا معاصی کا اور تقوی کی رسّی کو مضبوط پکڑنا امر مخفی اور پوشیدہ ہی تو بیعت کو اُنکے قائم مقام کر دیا۔ اور اقسام بیعت صوفیہ میں لکھا ہی اَحَدُھَا بَیْعَۃُ التَّوْبَۃِ مِنَ الْمَعَاصِیْ وَالثَّانِیْ بَیْعَۃُ التَّبَرُّکِ فِیْ سِلْسِلَۃِ الصَّالِحِیْنَ بِمَنْزِلَۃِ سِلْسِلَۃِ اِسْنَادِ الْحَدِیْثِ فَاِنَّ فِیْھَا بَرَکَۃً وَالثَّالِثُ بَیْعَۃُ تَاکُّدِ الْعَزِیْمَۃِ عَلَی التَّجَرُّدِ لِاَمْرِ اللّٰہِ وَتَرْکِ مَا نُہِیَ عَنْہُ ظَاہِرًا وَّبَاطِنًا وَتَعْلِیْقِ الْقَلْبِ بِاللّٰہِ تَعَالٰی وَھُوَ الْاَصْلُ یعنی پہلا طریقہ بیعت توبہ ہی معاصی سے اور دوسرا طریقہ بیعت تبرک ہی یعنے بقصد برکت صالحین کے سلسلہ میں داخل ہونا بمنزلہ سلسلہ اسناد حدیث ہی کہ اس میں البتہ برکت ہی اور تیسرا طریقہ بیعت تاکد عزیمت ہی یعنے عزم مصمم کرنا واسطے خلوص امر الٰہی اور ترک مناہی کے ظاہر اور باطن سے اور تعلیق دل کی اللہ جل شانہٗ سے اور یہی تیسرا طریقہ اصل ہی۔ تیسری آیت واسطے ثبوت بیعت طریقت کے قول الجمیل میں مندرج ہی۔ یَا اَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰہَ وَابْتَغُوْا اِلَیْہِ الْوَسِیْلَۃَ وَجَاھِدُوْا فِیْ سَبِیْلِہٖ لَعَلَّکُمْ تُفْلِحُوْنَ یعنے اے ایمان والو ڈرتے رہو اللہ سے اور ڈھونڈھو اللہ کی طرف وسیلہ اور جہاد کرو اُسکی راہ میں تاکہ تم فلاح پاؤ اور چوتھی آیت یہہ ہی یَا اَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰہَ وَکُوْنُوْا مَعَ الصَّادِقِیْنَ یعنے اے ایمان والو خوف رکھو اللہ تعالیٰ کا اور رہو ہمراہ صادقین کے پس صادقین کی خدمت میں حاضر رہنے کا اور اُنکے اتباع کا جو حکم ہوا ہی گروہ حق پژوہ صوفیہ سے صادق زیادہ عہد اور قول اور عمل

میں کوئی نہیں ہیں اگرچہ عُلمائے مجتہدین و محدثین جو اہل اللہ ہیں وہ بھی اِس مرتبہ میں
شریک ہیں لیکن گروہ صُوفیہ کہ وارثان حال اصحاب صُفہ ہیں اور ہمیشہ جہاد اکبر میں سرگرم
ہیں یعنے نفس اور شیطان کی مخالفت اور جنگ میں رہتے ہیں۔ لفظ صادقین اُنکے
بہت مناسب حال ہی چنانچہ فُقرا مہاجرین کی شان میں بھی اُولٰئِكَ هُمُ الصَّادِقُونَ (سورۂ حشر)
ارشاد ہوا ہی کنز العمال اور جامع صغیر میں یہہ حدیث وارد ہی قَدِمْتُمْ خَيْرَ مَقْدَمٍ وَقَدِمْتُمْ
مِنَ الْجِهَادِ الْاَصْغَرِ اِلَى الْجِهَادِ الْاَكْبَرِ مُجَاهَدَةِ الْعَبْدِ هَوَاهُ یعنے آئے ہو تم اچھا آنا
اور آئے ہو تم جہاد اصغر سے طرف جہاد اکبر کے وہ جنگ کرنا بندہ کا ہی خواہش نفسانی
سے اپنے۔ لہٰذا جو شخص کہ نیت صادق اور اعتقاد واثق مرشد کامل سے رکھتا ہی اور میدان
جہاد اکبر میں قدم رکھتا ہی بغیر حضوری اُس کے غائبانہ بیعت منظور فرماتے ہیں۔ چنانچہ
مشکوٰۃ کے ابواب مناقب میں بحوالہ ترمذی مروی ہی کہ رسُول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے
قبل از بیعت رضوانِ مکہ معظمہ میں عُثمان ذی النورین رضؓ کو بھیجا تھا جبکہ سب اصحاب نے
مقام حُدیبیہ میں رسُول کریمؐ سے بیعت کی عثمان رضؓ اُسوقت حاضر نہ تھے حضرتؐ نے فرمایا کہ
عثمان کام میں اللہ اور رسُول کے ہیں پس بارا حضرتؐ نے ایک ہاتھ اپنا دوسرے ہاتھ پر طرف
سے عثمان رضؓ کے اور قول الجمیل میں نابالغوں سے بھی بیعت لینا تبرکاً جائز لکھا ہی۔ اُس کے
ترجمہ میں مذکور ہی کہ زبیر رضؓ اپنے بیٹے عبد اللہ کو بیعت کے واسطے لائے اور وہ سات یا
آٹھ برس کے تھے رسُول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم۔ اُنکو اپنی طرف متوجہ دیکھکر مسکرائے
پھر اُن سے بیعت لی۔ پانچویں آیت قاضی ثناء اللہ صاحبؒ پانی پتی ارشاد الطالبین میں
لکھتے ہیں طلب طریقت وسعی کردن برائے تحصیل کمالات باطنی واجب است پرکہ حق تعالیٰ
میفرماید يَا اَيُّهَا الَّذِينَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ حَقَّ تُقَاتِهٖ یعنے ای مسلمانان پرہیز کنید از نا رضیات (سورۂ آل عمران)

خدا کمال پرہیزگاری یعنے در ظاہر و باطن چیزے خلاف مرضی خدائے تعالیٰ نباشد از عقائد و اخلاق بکمال تقویٰ و امر برائے وجوب مے باشد۔ بمضمون ان دو آیتوں کے معنی طریقت عین تقویٰ اور کمال اتباع شریعت ہی۔ اور جو لوگ کہتے ہیں کہ بیعتِ توبہ ابتدائے اسلام میں تھی بعد از ہجرت متروک ہوئی یہہ بات بے اصل ہے۔ سورہ ممتحنہ میں جو بیعتِ نسا مذکور ہے یہہ سورۃ بعد ہجرت کے نازل ہوئی ہے اُس میں اُن عورتوں کا حال مذکور ہی جو مکّہ معظمہ سے ہجرت کر کے مدینہ طیبہ میں حاضر ہوئیں چنانچہ صحیحین و نسائی وغیرہ میں عُبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ سے مروی ہے قَالَ کُنَّا عِندَ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَقَالَ بَایِعُونِی عَلٰی اَنْ لَا تُشْرِکُوا بِاللّٰہِ شَیْئًا وَلَا تَسْرِقُوا وَلَا تَزْنُوا وَقَرَءَ اٰیَۃَ النِّسَاءِ فَبَایَعْنَاہُ عَلٰی ذٰلِکَ یعنے تھے ہم لوگ نزدیک نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پس فرمایا بیعت کرو مجھ سے اس بات پر کہ نہ شریک کرو تم اللہ کے ساتھ کسی چیز کو اور نہ چوری کرو اور نہ زنا کرو اور پڑھی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے آیت بیعت عورتوں کی پس بیعت کی ہم نے اسبات پر۔ شاہ ولی اللہ صاحب شرح موطا میں بیچ کتاب احکام الخلافۃ کے ترجمہ حدیث کا تحریر فرماتے ہیں۔ عبادہ بن صامت گفت بیعت کردیم ما با رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بر سخن شنیدن و فرمانبرداری کردن در حالتِ فراخی و در حالتِ تنگی و وقت خوشی و حالت ناخوشی و بر آنکہ منازعت نکنیم در امر خلافت با اہل آن و آنکہ بگوئیم یا قائم باشیم بحق ہر جا کہ باشیم نترسیم در اطاعتِ خدائے تعالیٰ از ملامتِ ملامت کنندہ اور اُس کی شرح عربی میں خود لکھتے ہیں فِیہِ دَلِیْلٌ عَلٰی اَنَّ الْبَیْعَۃَ غَیْرُ مَقْصُوْرَۃٍ عَلٰی قَبُوْلِ الْخِلَافَۃِ وَالَّذِیْ یَتَعَاھَدُ مَشَائِخُ الصُّوفِیَّۃِ لَہٗ وَجْہٌ فِی الشَّرْعِ یعنے اس میں دلیل ہے اسبات پر کہ بیعت موقوف نہیں صرف

قبول خلافت پر بلکہ جو مقرر کئے ہیں بزرگان صوفیہ نے اُس کے واسطے اصل ہی شرع شریف میں اور نسائی نے روایت کی ہے اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ اَلَا تُبَایِعُوْنِیْ عَلٰی مَا بَایَعَ عَلَیْہِ النِّسَاءُ قُلْنَا بَلٰی یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ فَبَایَعْنَاہُ عَلٰی ذٰلِکَ یعنے بیشک فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کیا بیعت کرتے ہو تم اسبات پر کہ بیعت کی ہے عورتوں نے۔ عرض کی ہم نے ہاں یا رسول اللہ پس بیعت کی ہم نے اسبات پر اور بخاری نے کتاب الجہاد میں سلمۃ ابن الاکوع سے روایت کی ہو قَالَ بَایَعْتُ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ ثُمَّ عَدَلْتُ اِلٰی ظِلِّ الشَّجَرَۃِ فَلَمَّا خَفَّ النَّاسُ قَالَ یَا ابْنَ الْاَکْوَعِ اَلَا تُبَایِعُ قَالَ قَدْ بَایَعْتُ قَالَ وَاَیْضًا قَالَ فَبَایَعْتُ الثَّانِیَۃَ یعنے بیعت کی میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے پھر میں جا کر جھاڑ کے سایہ میں بیٹھ گیا۔ پس جب لوگ کم ہوگئے تو حضرتؐ نے فرمایا ای فرزند اکوع کیا بیعت تو نہیں کرتا میں نے عرض کی کہ میں تو بیعت کرچکا ہوں ارشاد ہوا اور بھی دوبارہ کرلو کہا سلمہ نے پس میں نے دوبارہ بیعت کی ان دونوں حدیثوں سے ترغیب وتحریص بیعت پر اور مکرر لینا بیعت کا سید المرسلین کے فرمانے سے ثابت ہوا اور نسائی نے کتاب البیعۃ میں روایت کی ہو عَنْ جَرِیْرٍ قَالَ بَایَعْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ عَلَی النُّصْحِ لِکُلِّ مُسْلِمٍ یعنے بیعت کی میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اسبات پر کہ نصیحت کرنا ہر مسلمان کو اور مسلم اور نسائی نے روایت کی ہو عَنْ جَابِرٍ یَقُوْلُ لَمْ نُبَایِعْ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ عَلَی الْمَوْتِ اِنَّمَا بَایَعْنَا عَلٰی اَنْ لَّا نَفِرَّ یعنے بیعت نہیں کی ہم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے موت پر سوائے اس کے نہیں کہ بیعت کی تھی ہم نے اس بات پر کہ نہ بھاگینگے ہم جنگ سی اور ترمذی نے بھی اسکا مضمون روایت کیا ہو عَنِ ابْنِ عُمَرَ

قال کنا نبایع عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم علی السمع والطاعۃ فیقول لنا فیما استطعتم رواہ الترمذی فی کتاب الجہاد وابوداؤد فی الخراج والامارۃ یعنی ہم بیعت کرتے تھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے حکم سننے پر اور فرمانبرداری پر پس فرماتے ہمکو حضرت رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ وسلم جہاں تک کہ تم سے ہو سکے۔ اور مشکوۃ کے باب الصلح میں بحوالہ صحیحین عائشہؓ سے مروی ہے کہ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم عورتوں سے بیعت زبانی لیتے تھے کبھی نہ لگا دست مبارک عورت کے ہاتھ کو بیعت میں اور قول الجمیل کا مضمون یہہ ہے کہ عورتوں کی بیعت کرنے کا یہ طریقہ ہے کہ مرشد کپڑے کا ایک کنارہ پکڑے اور بیعت کرنے والی دوسرا کنارہ اسکا پکڑے۔ حاصل کلام یہہ ہے کہ سوائے بیعت اطاعت کے انواع و اقسام کی بیعت احادیث سے ثابت ہے +

دوسری فصل فضائل میں ذکر اللہ اور ذاکرین اور اولیاء اللہ کے

قال اللہ تعالیٰ فاذکرونی اذکرکم واشکروا لی ولا تکفرون یعنی یاد کرو مجھکو یاد کرونگا میں تمکو بفضل و کرم اور شکر کرو میرا اور نہ کرو تم ناشکری (سورۂ بقرہ) والذاکرین اللہ کثیرا والذاکرات اعد اللہ لھم مغفرۃ واجرا عظیما یعنی وہ مرد اور عورتیں کہ ذکر اللہ تعالیٰ کا بہت کرتے ہیں مقرر کیا ہے انکے واسطے اللہ تعالیٰ نے مغفرت اور ثواب عظیم (سورۂ احزاب) ان فی خلق السموات والارض واختلاف اللیل والنہار لآیات لاولی الالباب الذین یذکرون اللہ قیاما وقعودا وعلی جنوبھم ویتفکرون فی خلق السموات والارض ربنا ما خلقت ھذا باطلا یعنی بیشک پیدا کرنے میں آسمانوں اور زمین کے اور متغیر ہونے میں احوال رات اور دن کے البتہ علامات قدرت اللہ تعالیٰ کی ہیں نظر میں (سورۂ آل عمران)

صاحبان عقل کے جو کہ یاد کرتے ہیں اللہ تعالیٰ کو کھڑے رہکر اور بیٹھکر اور لیٹے ہوئے
اور فکر و غور کرتے ہیں پیدائش میں آسمان و زمین کے اور یہہ کہتے ہیں کہ ای پروردگار
ہمارے نہ پیدا کیا ہے تو نے یہہ مخلوقات کو بیکار یعنے کوئی چیز خالی حکمت سے نہیں
قُلْ هُوَ اللّٰهُ أَحَدٌ اللّٰهُ الصَّمَدُ یعنے کہہ ای نبی وہ اللہ ایک ہی اللہ تعالیٰ بے نیاز ہی يَا أَيُّهَا الَّذِينَ سورۂ احزاب
آمَنُوا اذْكُرُوا اللّٰهَ ذِكْرًا كَثِيرًا وَسَبِّحُوهُ بُكْرَةً وَأَصِيلًا یعنے ای ایمان والو ذکر کرو
اللہ تعالیٰ کا ذکر بہت اور یاد کرو پاکی سے اسکو صبح و شام وَمَنْ يُطِعِ اللّٰهَ وَالرَّسُولَ فَأُولٰئِكَ سورۂ نساء
مَعَ الَّذِينَ أَنْعَمَ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ مِنَ النَّبِيِّينَ وَالصِّدِّيقِينَ وَالشُّهَدَاءِ وَالصَّالِحِينَ وَحَسُنَ
أُولٰئِكَ رَفِيقًا ذٰلِكَ الْفَضْلُ مِنَ اللّٰهِ وَكَفٰى بِاللّٰهِ عَلِيمًا یعنے جو لوگ کہ تابعدار ہیں اللہ
اور رسول کے پس یہہ گروہ ہونگے ساتھ اُن لوگوں کے کہ انعام فرمایا ہی اللہ تعالیٰ نے
اُنپر پیغمبروں سے اور صدیقین سے اور شہیدوں سے اور صالحین سے اور نیک ہیں
یہہ لوگ رفیق یہہ فضل ہی اللہ کیطرف سے اور اللہ بس ہی جاننے والا إِنَّ الَّذِينَ قَالُوا سورۂ فصلت
رَبُّنَا اللّٰهُ ثُمَّ اسْتَقَامُوا تَتَنَزَّلُ عَلَيْهِمُ الْمَلَائِكَةُ أَلَّا تَخَافُوا وَلَا تَحْزَنُوا وَأَبْشِرُوا بِالْجَنَّةِ الَّتِي
كُنْتُمْ تُوعَدُونَ نَحْنُ أَوْلِيَاؤُكُمْ فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَفِي الْآخِرَةِ وَلَكُمْ فِيهَا مَا تَشْتَهِي أَنْفُسُكُمْ
وَلَكُمْ فِيهَا مَا تَدَّعُونَ نُزُلًا مِنْ غَفُورٍ رَحِيمٍ یعنے جن لوگوں نے کہا کہ رب ہمارا اللہ تعالیٰ
ہی پھر قائم رہے اس قول پر نازل ہوتے ہیں اُنپر فرشتے موت کے وقت کہتے ہیں کہ
نہ ڈرو تم اور نہ غمگین ہو اور بشارت ہو تم کو جنت کی جو کہ تم وعدہ کئے گئے تھے ہم دوست
ہیں تمہارے دنیا کی زندگی میں اور آخرت میں اور تمہارے واسطے اُس میں ہی جو کچھ چاہتا ہیں
دل تمہارا اور جو کچھ خواہش کرو تم مہمانی ہی بخشنے والے رحم والے کیطرف سے أَلَا إِنَّ
أَوْلِيَاءَ اللّٰهِ لَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُونَ الَّذِينَ آمَنُوا وَكَانُوا يَتَّقُونَ لَهُمُ الْبُشْرٰى فِي الْحَيٰوةِ سورۂ یونس

الدُّنیا وفی الاٰخرۃِ لاتبدیل لکلماتِ اللہِ ذٰلِکَ ھُوَالفوزُ العظیم یعنے آگاہ ہوکہ بیشک جو
دوست اللہ کے ہیں نہ خوف ہی اُنپر اور نہ وہ غمگین ہونگے قیامت میں ۔ وہ لوگ جو ایمان لائے ہیں
اور اللہ تعالیٰ سے ڈرتے ہیں ۔ اُنکے واسطے بشارت ہی زندگی میں دُنیا کے حسن خاتمہ کی اور
آخرت میں دُخول جنت کی ۔ نہیں بدلتے وعدے اللہ کے یہہ بشارت ہونا بڑی مراد ہی
لِلفُقَرَاءِ الَّذِیْنَ اُحْصِرُوْا فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ لَا یَسْتَطِیْعُوْنَ ضَرْبًا فِی الْاَرْضِ یَحْسَبُھُمُ الْجَاھِلُ
اَغْنِیَاءَ مِنَ التَّعَفُّفِ تَعْرِفُھُمْ بِسِیْمٰھُمْ لَا یَسْئَلُوْنَ النَّاسَ اِلْحَافًا وَمَا تُنْفِقُوْا مِنْ خَیْرٍ
فَاِنَّ اللّٰہَ بِہٖ عَلِیْمٌ یعنے مستحق وہ فقرا ہیں کہ اپنے ذاتوں کو قید کئے ہیں اللہ تعالیٰ کی راہ میں
واسطے عبادت اور جہاد کے نہیں جاسکتے ملک میں کار معاش کے واسطے سمجھتا ہی اُن کو
ناواقف کہ وہ غنی ہیں بسبب نہ مانگنے کے پہچانتے ہو تم اُنکو چہرہ سے اُنکے نہیں مانگتے ہیں
لوگوں سے بجد ہوکر اور جو کچھہ خرچ کروگے تم لوگ اپنے مال میں سے پس اللہ سبحانہٗ اُسکو جانتا
ہی تفسیر مدارک وغیرہ میں لکھا ہی کہ یہہ آیت اصحاب صُفّہ کی شان میں نازل ہوئی کہ قریب سات
یا چار سو شخص کے مہاجرین قریش وغیرہ سے تھے کہ متصل مسجد نبوی کے ایک مکان خانقاہ
میں رہتے تھے صُفّہ یعنے دالان اُن لوگوں کے گھر اور اہل قرابت مدینہ منورہ میں نہ تھے اور
ہر لشکر میں جہاد کے واسطے حاضر رہتے تھے اور جان نثاری کرتے تھے اور سوال لوگوں سے
نہیں کرتے تھے جو کچھہ مل گیا کھا لیتے تھے نہ ملا تو صبر کرتے تھے حضرت رحمۃ للعالمین صلی اللہ
علیہ وسلم اُنکے حال پر بہت ترحم فرماتے اور اُنکے اخراجات ضروری کا خیال بدرجہ کمال رکھتے
اور اصحاب بھی اُنکے خبرگیران رہتے اصحاب صُفّہ مثل عمار بن یاسر و بلال و خباب و صہیب و سلمان
فارسی و عبداللہ بن مسعود وغیرہم رضی اللہ عنہم ہمیشہ عبادات اور تلاوت قرآن اور مصاحبت
میں سید العالمین صلی اللہ علیہ وسلم کے حاضر رہتے وہ لوگ سب کے سب عاشقان جمال

محمدی صلی اللہ علیہ وسلم اور تارکان دنیا تھے اللہ تعالیٰ کے نزدیک انکا بہت عالی مرتبہ ہی بزرگان صوفیہ نے بھی ترک دنیا رضاء الٰہی کے لئے کی ہی اور عمل کئے ہیں بموجب فرمودہ سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم کے المجاهد من جاهد نفسه یعنے جہاد کرنیوالا وہ بھی ہی جو اپنے نفس امارہ سے جنگ اور مخالفت کرے جامع صغیر میں بحوالہ ترمذی وارد ہی و فی مشکوٰۃ المصابیح عن ابی هريرة قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول الله تعالى انا عند ظن عبدي بي وانا معه اذا ذكرني فان ذكرني في نفسه ذكرته في نفسه وان ذكرني في ملاء ذكرته في ملاء خير منهم رواه البخاری ومسلم یعنے فرماتا ہی اللہ میں نزدیک گمان اپنے بندہ کے ہوں جو میرے ساتھ رکھتا ہی اور میں اُس کے ساتھ ہوں جب یاد کرتا ہی میری پس اگر یاد کرتا ہی مجھکو اپنے دل میں یاد کرتا ہوں میں اُسکو اپنی ذات سے اور اگر یاد کرتا ہی مجھہ کو ایک جماعت میں یاد کرتا ہوں میں اُسکو ایک جماعت میں کہ بہتر ہی اُس جماعت سے یعنے ملاء اعلیٰ وعنه قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم ان الله تعالى يقول انا مع عبدي اذا ذكرني وتحركت بي شفتاه رواه البخاری یعنے بیشک اللہ تعالیٰ فرماتا ہی کہ میں ساتھ اپنے بندہ کے ہوں جسوقت کہ یاد کرے مجھے اور ہلیں میرے نام سے دونوں لب اُس کے وعن انس ان رسول الله صلى الله عليه وسلم قال لا تقوم الساعة حتى لا يقال في الارض الله الله رواه احمد ومسلم في باب ذهاب الايمان اخر الزمان من كتاب الايمان یعنے نہ قائم ہوگی قیامت جب تک کہ نہ کہا جاویگا زمین میں اللہ اللہ اس حدیث کے مضمون سے معلوم ہوا کہ قائم رہنا آسمان و زمین کا برکت سے ذکر الٰہی اور ذاکرین کے ہی وعن ابي امامة قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم عرض علي ربي ليجعل لي بطحاء مكة ذهبا فقلت لا يا رب ولكن

اَشْبَعُ یَوْمًا وَاَجُوْعُ یَوْمًا فَاِذَا جُعْتُ تَضَرَّعْتُ اِلَیْکَ وَذَکَرْتُکَ وَاِذَا شَبِعْتُ حَمِدْتُکَ وَشَکَرْتُکَ رَوَاہُ اَحْمَدُ وَالتِّرْمِذِی کَمَا فِی الْمِشْکٰوۃِ یعنے ظاہر کیا مجھہ پر میرے رب نے یہہ کہ بنجادے میرے واسطے سونا خالص ریگستان مکہ معظمہ کی پس میں نے عرض کی نہیں اے رب میرے ولیکن میں چاہتا ہوں کہ خوب کھاؤں میں ایک دن اور بھوکا رہوں ایک دن پس جب بھوکا رہوں عاجزی کروں میں طرف تیری اور یاد کروں میں تجھ کو اور جب خوب کھاؤں میں حمد کروں میں تیری اور شکر کروں تیرا وَعَنْ عَلِیٍّ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَنْ رَضِیَ مِنَ اللّٰہِ بِالْیَسِیْرِ مِنَ الرِّزْقِ رَضِیَ اللّٰہُ مِنْہُ بِالتَّقْلِیْلِ مِنَ الْعَمَلِ رَوَاہُ الْبَیْھَقِی یعنے جو شخص راضی ہوا اللہ سے تھوڑے رزق میں راضی ہوتا ہے اللہ تعالی اُس سے عمل قلیل میں وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِطَّلَعْتُ فِی الْجَنَّۃِ فَرَاَیْتُ اَکْثَرَ اَھْلِھَا الْفُقَرَآءَ رَوَاہُ الْبُخَارِی وَمُسْلِمٌ یعنے ملاحظہ کیا میں نے حال اہل جنت کا پس دیکھا میں نے اکثر اہل جنت فقیروں کو وَعَنْ اَنَسٍ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ اَللّٰھُمَّ اَحْیِنِیْ مِسْکِیْنًا وَاَمِتْنِیْ مِسْکِیْنًا وَاحْشُرْنِیْ فِیْ زُمْرَۃِ الْمَسَاکِیْنِ فَقَالَتْ عَائِشَۃُ لِمَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ قَالَ اِنَّھُمْ یَدْخُلُوْنَ الْجَنَّۃَ قَبْلَ اَغْنِیَائِھِمْ بِاَرْبَعِیْنَ خَرِیْفًا رَوَاہُ التِّرْمِذِی وَابْنُ مَاجَہ یعنے یا الہی زندہ رکھہ مجھہ کو مسکینی کے حال میں اور وفات دے مجھے مسکینی میں اور حشر کر میرا زمرہ مساکین میں پس سوال کیا عائشہ رضی اللہ عنہا نے کس واسطے یا رسول اللہ فرمایا حضرتؐ نے بیشک داخل ہونگے مساکین جنت میں چالیس برس اول مالداروں سے وَعَنْ عَلِیٍّ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ اِنِّیْ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ الْاَبْدَالُ یَکُوْنُوْنَ بِالشَّامِ وَھُمْ اَرْبَعُوْنَ رَجُلًا کُلَّمَا مَاتَ رَجُلٌ اَبْدَلَ اللّٰہُ مَکَانَہٗ رَجُلًا یُسْقٰی بِھِمُ الْغَیْثُ وَیُنْتَصَرُ بِھِمْ عَلَی الْاَعْدَاءِ وَیُصْرَفُ عَنْ اَھْلِ الشَّامِ بِھِمُ الْعَذَابُ رَوَاہُ

یعنے سُنا میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے فرماتے تھے کہ ابدال رہتے ہیں مُلک شام
میں چالیس مرد ہیں جبکہ مرتا ہی ایک شخص اُن میں سے بدلتا ہی اللہ تعالیٰ اُسکی جاتے پر
ایک شخص کو۔ اُنکی برکت سے مینہہ برستا ہی۔ اُنکے سبب سے جنگ کے وقت اللہ تعالیٰ کی
مدد ہوتی ہی اور پھیر دیا جاتا ہی اہل شام سے بہ سبب اُنکے عذاب الٰہی اور مشکوٰۃ میں بحوالہ
ابی داؤد امام مہدی کے حال میں روایت ہی اَتَاہٗ اَبْدَالُ الشَّامِ وَعَصَائِبُ اَھْلِ الْعِرَاقِ فَیُبَایِعُوْنَہٗ
یعنے آوینگے امام مہدی کے پاس ابدال شام کے اور عصائب اہل عراق کے پس بیعت کرینگے
امام مہدی سے **وَعَنْ** عُبَادَۃَ ابْنِ الصَّامِتِ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ
مَنْ شَھِدَ اَنْ لَّآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰہِ حَرَّمَ اللّٰہُ عَلَیْہِ النَّارَ رَوَاہُ مُسْلِمٌ یعنے
جس شخص نے گواہی دی یہہ کہ نہیں ہی کوئی معبود برحق سوائے اللہ تعالیٰ کے اور بیشک محمد
صلی اللہ علیہ وسلم رسول ہیں اللہ کے حرام کر دیتا ہی اللہ تعالیٰ اُسپر دوزخ کو **وَعَنْ** عُثْمَانَ
رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَنْ مَاتَ وَھُوَ یَعْلَمُ اَنْ لَّآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ
دَخَلَ الْجَنَّۃَ رَوَاہُ مُسْلِمٌ یعنے جو شخص مرگیا درحالیکہ جانتا ہی کہ بیشک نہیں ہی کوئی معبود برحق سوائے
اللہ تعالیٰ کے داخل ہوگا جنت میں موافق حدیث سابق کے اس میں بھی تصدیق رسالت
شرط ہی **وَعَنْ** اَنَسِ ابْنِ مَالِکٍ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَمُعَاذٌ رَدِیْفُہٗ عَلَی الرَّحْلِ قَالَ
یَا مُعَاذَ ابْنَ جَبَلٍ قَالَ لَبَّیْکَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ وَسَعْدَیْکَ قَالَ یَا مُعَاذُ قَالَ لَبَّیْکَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ
وَسَعْدَیْکَ قَالَ یَا مُعَاذُ قَالَ لَبَّیْکَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ وَسَعْدَیْکَ ثَلٰثًا قَالَ مَا مِنْ اَحَدٍ یَّشْھَدُ
اَنْ لَّآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰہِ صِدْقًا مِّنْ قَلْبِہٖ اِلَّا حَرَّمَہُ اللّٰہُ عَلَی النَّارِ قَالَ
یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ اَفَلَا اُخْبِرُ بِہِ النَّاسَ فَیَسْتَبْشِرُوْا قَالَ اِذًا یَّتَّکِلُوْا وَاَخْبَرَ بِھَا مُعَاذٌ عِنْدَ مَوْتِہٖ
تَاَثُّمًا رَوَاہُ الْبُخَارِیُّ وَمُسْلِمٌ یعنے بیشک نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ معاذ رضی اللہ عنہ

سوار تھے سواری پر فرمایا حضرتؐ نے ای معاذ ابن جبل عرض کی معاذ نے حاضر ہوں جناب
والا میں اور خدمت کرتا ہوں میں آپ کی پھر ارشاد ہوا یا معاذ عرض کی معاذ نے لبیک یا رسول اللہ
وسعدیک پھر فرمایا حضرتؐ نے یا معاذ عرض کی معاذ نے لبیک یا رسول اللہ وسعدیک تین بار
پس ارشاد ہوا نہیں ہے کوئی شخص کہ گواہی دیتا ہے یہہ کہ نہیں ہے کوئی معبود برحق سوائے اللہ
کے اور محمد رسول اللہ کے ہیں راست دل سے اپنے مگر یہہ ہے کہ حرام کر دیگا اُسکو اللہ تعالیٰ
دوزخ پر کہا معاذ نے یا رسول اللہ کیا نہ خبر دوں میں اس کی لوگوں کو کہ خوشخبری پاویں
ارشاد ہوا کہ جب خبر ہوگی بھروسا کرینگے اور خبر دی اس حدیث کی معاذؓ نے نزدیک موت
اپنی کے بسبب صادر ہونے گناہ پوشیدہ رکھنے علم کے اس حدیث کا ترجمہ امام بخاری نے
باب من خص بالعلم قوما دون قوم کراہتہ ان لا یفہموا لکھا ہے اس باب میں بیان اُس شخص کا ہے کہ
خاص کیا تعلیم علم کی ایک قوم کے واسطے سوائے دوسری قوم کے بسبب مکروہ جاننے اس بات
کے کہ وہ نہ سمجھیں گے مضمون اُسکا مثلاً ہر ایک کم فہم سے مضامین دقیق علم تصوف وغیرہ کے بیان
کرنا جائز نہیں جسکا ظرف و استمداد کامل ہو اُس کی فہمایش کر دینا بتفصیل تمام مضائقہ نہیں وقال
علیّ رضی اللہ عنہ حدثوا الناس بما یعرفون اتحبون ان یکذب اللہ ورسولہ یعنے کلام کرو لوگوں
سے ایسا کہ وہ سمجھتے ہیں کیا دوست رکھتے ہو تم کہ جھوٹا کیا جاوے اللہ اور اُسکا رسول وعن الامام
علیّ ابن موسی الرضا قال حدثنی ابی موسی الکاظم عن ابیہ جعفر الصادق عن ابیہ محمد الباقر عن
ابیہ زین العابدین عن ابیہ الحسین عن ابیہ علیّ ابن ابی طالب رضی اللہ عنہم قال حدثنی
حبیبی وقرۃ عینی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال حدثنی جبریل قال سمعت رب العزۃ
یقول لا الٰہ الا اللہ حصنی فمن قالہا دخل حصنی ومن دخل حصنی امن من عذابی رواہ
الشیخ ابن حجر المکی فی الصواعق المحرقۃ ونور الدین علی السمہودی صاحب وفاء الوفاء باخبار

دار المصطفیٰ فی جواہر العقدین یعنے جبریل علیہ السلام نے کہا کہ سنا میں نے اللہ تعالیٰ صاحب عزت سے فرماتا ہے کہ کلمہ لا الٰہ الا اللہ قلعہ میرا ہے پس جس شخص نے کہا داخل ہوا میرے قلعہ میں اور جو شخص کہ داخل ہوا میرے قلعہ میں امن میں ہوا میرے عذاب سے۔ وآوردہ فی کنز العمال من کتاب الایمان بھذا الاسناد قال اللہ عزوجل انا اللہ الذی لا الٰہ الا انا یا عبادی فمن جاء منکم بشہادۃ ان لا الٰہ الا اللہ بالاخلاص دخل حصنی ومن دخل حصنی امن من عذابی یعنے فرماتا ہے اللہ تعالیٰ کہ میں اللہ ہوں کوئی نہیں معبود برحق سوائے میرے اے بندو میرے جو شخص لایا تم میں سے گواہی اس طور پر کہ نہیں کوئی معبود برحق سوائے اللہ کے خلوص دل سے داخل ہوا میرے قلعہ میں اور جو کوئی داخل ہوا میرے قلعہ میں امن میں ہوا میرے عذاب سے وفی المشکوٰۃ عن ابی سعید الخدری قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال موسیٰ علیہ السلام یارب علمنی شیئاً اذکرک بہ وادعوک بہ فقال یا موسیٰ قل لا الٰہ الا اللہ فقال یارب کل عبادک یقول ھذا انما ارید شیئاً تخصنی بہ قال یا موسیٰ لو ان السموات السبع وعامرھن غیری والارضین السبع وضعن فی کفۃ ولا الٰہ الا اللہ فی کفۃ لمالت بھن لا الٰہ الا اللہ یعنے فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عرض کی موسیٰ علیہ السلام نے اے رب میرے تعلیم کر مجھے وہ چیز کہ یاد کروں میں تجھکو اسکے ساتھ اور دعا کروں میں بارگاہ کبریائی میں اس کے وسیلہ سے پس ارشاد ہوا اے موسیٰ کہو لا الٰہ الا اللہ عرض کی اے پروردگار میرے سب بندے تیرے یہہ کلمہ کہتے ہیں سوائے اس کے نہیں کہ میں چاہتا ہوں ایک چیز ایسی کہ خاص کرے تو مجھکو اسکے ساتھ حکم ہوا اے موسیٰ بیشک اگر سات آسمان اور باشندے ان کے سوائے میرے اور سات زمین رکھے جاویں ایک طرف میزان میں اور لا الٰہ الا اللہ رکھا جاوے دوسری طرف سب سے زیادہ وزن میں کلمہ لا الٰہ الا اللہ ہوگا۔

تیسری فصل مراقبات اور اُسکی فضیلت کے بیان میں

محی الدین نووی کی ریاض الصالحین وغیرہ کتابوں میں لکھا ہے کہ تفکر صنائع قدرت الٰہی
یعنے مراقبہ اُن آیات واحادیث سے ثابت ہوتا ہے۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے وَهُوَ مَعَكُمْ سورۂ حدید
أَيْنَ مَا كُنْتُمْ یعنے اللہ تعالیٰ ساتھ تمہارے ہی جس جاے کہ تم ہو وَفِي أَنْفُسِكُمْ أَفَلَا تُبْصِرُونَ سورۂ ذاریات
یعنے آثار قدرت الٰہی تمہاری ذاتوں میں موجود ہیں کیا نہیں دیکھتے تم وَنَحْنُ أَقْرَبُ إِلَيْهِ مِنْ
حَبْلِ الْوَرِيدِ یعنے ہم نزدیک ہیں طرف انسان کے زیادہ شہرگ سے وَيَتَفَكَّرُونَ فِي خَلْقِ السَّمٰوٰتِ سورۂ ق
وَالْأَرْضِ یعنے فکر اور غور کرتے ہیں پیدا کرنے میں اللہ تعالیٰ کے آسمانوں اور زمین کو أَفَلَا يَنْظُرُونَ
إِلَى الْإِبِلِ كَيْفَ خُلِقَتْ وَإِلَى السَّمَاءِ كَيْفَ رُفِعَتْ وَإِلَى الْجِبَالِ كَيْفَ نُصِبَتْ وَإِلَى الْأَرْضِ كَيْفَ
سُطِحَتْ فَذَكِّرْ إِنَّمَا أَنْتَ مُذَكِّرٌ یعنے پس کیا نہیں دیکھتے طرف اونٹ کے کیسا پیدا
کیا گیا یعنے قدرت الٰہی دیکھنا چاہیئے کہ اونٹ باوجود کلان جسم ہونے کے انسان کا
مسخر ہو گیا اور آسمان کیسا بلند کیا گیا اور پہاڑ کیسے کھڑے کئے گئے اور زمین کیسی بچھائی
گئی پس نصیحت کرو سوائے اسکے نہیں کہ تم نصیحت کرنے والے ہو أَفَلَمْ يَسِيرُوا فِي الْأَرْضِ سورۂ محمد
فَيَنْظُرُوا كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الَّذِينَ مِنْ قَبْلِهِمْ یعنے کیا نہیں پھرتے روئے زمین میں کہ
دیکھیں کیسا ہوا انجام اُن لوگوں کا کہ تھے اول اُن لوگوں سے وَكَانَ اللّٰهُ بِكُلِّ شَيْءٍ مُحِيطًا سورۂ نساء
یعنے اور ہی اللہ تعالیٰ ہر چیز پر احاطہ کرنے والا۔ وفی المشکوٰۃ فی حدیث نزول جبرئیل
عَلَيْهِ السَّلَامُ بِصُورَةِ الْبَشَرِ فَسَأَلَ عَنِ الْإِيمَانِ وَالْإِسْلَامِ ثُمَّ قَالَ فَأَخْبِرْنِي عَنِ الْإِحْسَانِ قَالَ
رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ تَعْبُدَ اللّٰهَ كَأَنَّكَ تَرَاهُ فَإِنْ لَمْ تَكُنْ تَرَاهُ فَإِنَّهُ يَرَاكَ رواه
مُسْلِمٌ یعنے مشکوٰۃ میں روایت ہی بیچ بیان نازل ہونے جبرئیل علیہ السلام کے شکل انسانی

میں پس سوال کیا جبرئیل علیہ السلام نے آنحضرت سے ایمان اور اسلام کے بارے میں
پھر کہا جبرئیل نے کہ خبر دو مجھے احسان سے فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے
احسان یہ ہو کہ عبادت کرے تو اللہ کی گویا تو دیکھتا ہو اُس کو پس اگر تو نہیں دیکھ سکتا ہو
تو یہ خیال کر کہ اللہ تعالیٰ تجکو دیکھتا ہو چنانچہ قول الجمیل کے اشغال قادریہ میں واسطے
ثبوت مراقبہ کے اِس حدیث سے استدلال کیا گیا ہو اور من حسن اسلام المرء ترکہ مالا یعنیہ
یعنی فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے آدمی کے اسلام کی بہتری ہی ترک کرنا اُس چیز
کا جو نہ ہو مقصود اُس کا یعنی اپنی ضرورت سے زائد مال جمع نہ کرے اور ضرورت
سے زائد کوئی کام اور کوئی کلام نہ کرے ہمیشہ اپنے نفس پر محاسبہ اِس بات کا جاری
رکھے جامع صغیر میں جلال الدین سیوطی نے ارشادات جوامع الکلم حضرت سید المرسلین
صلی اللہ علیہ وسلم سے بحوالہ ترمذی و ابن ماجہ یہ روایت کی ہو کہ دنیا کو ترک کرے اور اُس
میں دل نہ لگائے ہمیشہ دل اپنے خالق کی طرف رکھے اور ابن ماجہ نے ابوہریرہ
سے ابواب زہد میں یہ روایت کی ہو قال سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول الدنیا ملعونۃ ملعون ما فیہا الا ذکر اللہ وما والاہ او
عالما و متعلما یعنی دنیا ملعون ہو اور ملعون ہو وہ چیز کہ جو اُس میں ہو سوائے ذکر اللہ کے
اور جو چیز کہ دوست رکھے اُس کو اللہ تعالیٰ یا عالم دین جاننے والا یا علم دین سیکھنے والا
اور ریاض الصالحین اور مجموعہ فتاویٰ شاہ عبد العزیز صاحب محدث دہلوی کے مکتوبات
جواب خواب صفحہ ۴۸ کے اندر یہ حدیث بھی اثبات مراقبہ میں آئی ہو عن ابن عباس رضی اللہ عنہما
قال کنت خلف النبی صلی اللہ علیہ وسلم یوما فقال یا غلام احفظ اللہ یحفظک احفظ اللہ
تجدہ تجاھک رواہ احمد والترمذی کما فی المشکوٰۃ فی باب التوکل یعنی نگاہبانی کر اللہ تعالیٰ
کی نگاہبانی کرے گا وہ تیری نگاہبانی کر اللہ تعالیٰ کی پائے گا تو اُس کو روبرو اپنے حاضر

مدد کرنے والا یعنی یاد الٰہی میں رہ اور رعایت حق خالق کی رکھ اور طالب اُس کی
رضا کا ہو اور مراقبہ اور تصور اور خیال میں اُس کا دھیان رکھ اور شیخ جلال الدین
سیوطی نے جامع صغیر میں اس حدیث کو لکھا ہے فکرۃ ساعۃ خیر من عبادۃ ستین سنۃ رواہ
ابو الشیخ فی العظمۃ عن ابی ھریرۃ اور عین العلم میں یہ حدیث اِس لفظ سے لکھی ہے
تفکر ساعۃ افضل من عبادۃ ستین سنۃ یعنی فکر کرنا ایک ساعت آثار و قدرت
الٰہی میں بہتر و افضل ہے ساٹھ برس کی عبادت کرنے سے چنانچہ مولانا سید قمر الدین صاحب
مجددی اورنگ آبادی نے نور الکریمتین کے صفحہ ۱۴۶ میں لکھا ہے او سبحانہ تعالیٰ
می فرماید الَّذِينَ يَذْكُرُونَ اللَّهَ قِيَامًا وَقُعُودًا وَعَلَىٰ جُنُوبِهِمْ وَيَتَفَكَّرُونَ فِي خَلْقِ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ
تیفکرون رابعد یتذکرون ذکر می نماید کہ در مقام مدح فقرۂ ثانیہ از فقرۂ اولیٰ ارفع و اعلیٰ
می باید۔ اِس مضمون سے بھی فکر کی فضیلت ذکر پر ثابت ہوتی ہے اسواسطے پیران کبار ذکر
ذکر خفی اور ذکر لسانی طالب و مبتدی کو تلقین فرماتے ہیں اور بعد تعلیم اذکار کے طریقہ
مراقبات ارشاد فرماتے ہیں اور سورۂ اخلاص بھی اشارہ ہے واسطے مراقبہ ذات و صفات
خلاق اکبر کے قُلْ هُوَ اللَّهُ أَحَدٌ اللَّهُ الصَّمَدُ یعنی کہو اے نبی وہ اللہ تعالیٰ ایک ہے۔ اللہ
بے نیاز ہے۔ پس یہ سورہ ثبوت ذکر کلمہ طیبہ و توحید و مراقبہ احدیت کی دلیل ہے آیۃ وهو معكم
أينما كنتم یعنی اللہ تعالیٰ ساتھ ہے تمہارے جہاں تم ہو مراقبہ معیت کا حکم ہے اور ونحن سورۂ حدید
أقرب إليه من حبل الوريد یعنی ہم نزدیک ہیں طرف آدمی کے زیادہ شہ رگ سے سورۂ ق
مراقبہ اقربیت اِس آیت سے ثابت ہے صفات الٰہی جو کہ خالقیت اور رازقیت اور
قیومیت تمام عالم کی ہے ہر ایک اشیا میں غور کرنے سے معلوم ہوتی ہے ہر مصنوع
دلالت کرتا ہے کہ اُس کے صانع نے اُس کو بنایا ہے کشتی دریا میں بغیر کشتیبان کے

ایک مقام مقررہ سے دوسرے مقام مقررہ کو جا نہیں سکتے ایسا ہی انتظام عالم کا بغیر
خلاق اکبر کے ممکن نہیں وَفِیْ اَنْفُسِکُمْ اَفَلَا تُبْصِرُوْنَ جو ارشاد ہوا ہے اُس سے بھی واضح ہوتا
ہے کہ آثار قدرت اللہ تعالیٰ کے جسم انسان میں لائح ہیں کہ انسان باوجود دعوے
عقلمندی اپنی روح کی حقیقت سے بالکل واقف نہیں اور اُسکی کیفیت بیان کرنے سے
مطلق عاجز ہے صدق اللہ تعالیٰ قُلِ الرُّوْحُ مِنْ اَمْرِ رَبِّیْ یعنی کہو ای نبی روح میرے
رب کے حکم میں سے ہے باوجود اس بے شعوری کے معرفت ذات پاک خالق آسمان و
زمین میں اپنی عقل کو دخل دینا کمال نادانی ہے۔

سورۂ ذاریات

سورۂ بنی اسرائیل

ابیات

مہندس بسے جویدا ز راز شاں	نداند کہ چوں کردی آغاز شاں
پژوہندہ را یاوہ شد زاں کلید	کز اندازۂ خویشتن در تو دید
کسے کز تو در تو نظارہ کند	ورقہائے بیہودہ پارہ کند

حکمائی یونان و عجم و فرنگ نے صدہا صنعتیں اپنی تدبیر سے نکالیں لیکن ایک چڑیا
یا مکھی یا چیونٹی مطابق خلاق بے نظیر کے نہ بنا سکے اطبائی مشرق و مغرب اگرچہ تمام
امراض جسمانی کے معالجات کرتے رہے مگر مرض موت کا آج تک علاج نہ کر سکے
ایک پردہ حائل ہونے سے کوئی عاقل اُس طرف کا حال بیان نہیں کر سکتا آسمانوں
کی اور ستاروں کی اصل حقیقت اہل ہیئت و اہل ہندسہ ہرگز نہیں سمجھ سکتے یہ سب علم فلسفہ
ظنی اور شکی ہے کوئی کہتا ہے کہ آسمان کو گردش ہے کوئی کہتا ہے کہ زمین پھرتی ہے اگر ان لوگوں
کی رائے صحیح نفس الامر مطابق واقع ہوتی تو اُن میں کبھی اختلاف نہ ہوتا اِذَا تَعَارَضَا
تَسَاقَطَا یعنی دو دلیلیں آپس میں مخالف ہوئیں دونوں قابل اعتبار نہ رہیں پس کمال
عقلمندی یہ ہے کہ آدمی اپنی ذات کو اس مقام میں نادان اور طفل مکتب سمجھے اور جاہل

بہمہ تن اطاعت انبیا علیہم الصلوٰۃ والسلام کی اور جمیع احکام الٰہی کی اپنے اوپر واجب اور لازم جانے کہ یہ تمام علم یقینی ہے نہایت بہتری اور عین سعادت دارین کی باتفاق جملہ مذاہب وادیان اس تدبیر پر منحصر ہے اور مراد و نحن اقرب وھو معکم میں علماء کے خلق کے ساتھ اللہ کی معیت و قرب علمی ثابت کی ہے۔

چوتھی فصل ذکر نفی و اثبات و فضیلت ذکر اسم ذات و رد دیت شبہات کے بیان میں

بعض لوگوں کو یہ شبہ واقع ہوا ہے کہ تلاوت قرآن مجید اور سبحان اللہ والحمدللہ واللہ اکبر اور درود شریف کے فضائل احادیث شریف میں وارد ہوئے ہیں صوفیہ کا صرف لا الہ الا اللہ پر ذکر الٰہی کو منحصر کرنے کا کیا سبب ہے جواب اس کا یہ ہے کہ کوئی بزرگان صوفیہ کرام نے نماز و نوافل و قرآن خوانی و سبحان اللہ والحمدللہ واللہ اکبر اور درود شریف پڑھنا منع نہیں فرمایا بعد ادائے نماز فرائض و واجبات و سنن کے زیادہ ترجیح ذکر لا الہ الا اللہ کی مدلل فرمائی ہے کما فی المشکوٰۃ فی باب ثواب التسبیح والتہلیل عن جابر رض قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم افضل الذکر لا الٰہ الا اللہ شیخ عبدالحق محدث دہلوی نے اس کی یہ شرح لکھی ہے " فاضل ترین ذکر لا الہ الا اللہ است اگرچہ اذکار بسیار است و ہرچہ بداں یاد خدا حاصل شود از اقوال و افعال ذکر ست ولیکن ایں کلمہ توحید ست و ایمان بے آں صحیح نہ اشتغال و مداومت ایں کلمہ را خواص عجیب و اسرار غریب ست در تطہیر باطن و تصفیہ قلب و ظہور سر یکہ مودع است در دل و لہٰذا اختیار کردہ اند مشایخ آنرا در تربیت مریداں" اور بزرگان نقشبندیہ نے بھی ذکر لسانی کرنا بعد ذکر خفی نفی و اثبات میں اور مراقبہ نفسی میں فرمایا ہے اور تلاوت قرآن مجید اور درود شریف پڑھنا بعض مراقبات میں تجویز کیا ہے

ہدایۃ الطالبین وغیرہ میں تفصیل اُس کی مندرج ہی وفی الاذکار للنووی - الذکر یکون بالقلب ویکون باللسان والافضل منہ ما کان بالقلب واللسان جمیعا فان اقتصر علی احدھما فالقلب افضل یعنی ذکر ہوتا ہی دل سے اور ہوتا ہی زبان سے اور بہتر ذکر وہ ہی جو دل سے ہو اور زبان سے پس اگر بس کیا جاوے ایک پر دونوں میں سے تو دل سے ہونا بہتر ہی اور بعضے لوگوں نے یہ شبہہ قائم کیا ہی کہ ذکر اسم ذات کا یعنی اَللّٰہُ اَللّٰہُ بغیر مرکب کرنے دوسرے لفظ کے بدعت ہی اس واسطے کہ احادیث میں تعلیم کرنا جملہ مرکبہ کا ثابت ہوا ہی مثل سبحان اللہ والحمد للہ واللہ اکبر جواب اس کا یہ ہی کہ قولہ تعالی فَاذْكُرُونِي أَذْكُرْكُمْ یعنی یاد کرو تم مجکو یاد کروں گا میں تم کو قُلِ ادْعُوا اللّٰهَ أَوِ ادْعُوا الرَّحْمٰنَ أَيًّا مَّا تَدْعُوا فَلَهُ الْأَسْمَاءُ الْحُسْنٰى یعنی کہدو اے نبی کہ پکارو تم اللہ کہکر یا پکارو رحمن کہکر جو نام لیکر پکاروگے پس اُس کے سب نام بہتر ہیں قُلِ اللّٰهُ ثُمَّ ذَرْهُمْ فِي خَوْضِهِمْ يَلْعَبُونَ یعنی کہو نام اللہ کا پھر چھوڑدو اُن کو کہ وہ اپنے غور میں کھیلتے ہیں یہ سب آیات جواز پر اسم ذات کے بلا ضم ضمیمہ دلالت کرتی ہیں اور کوئی حدیث عدم جواز سے خبر نہیں دیتی بلکہ صحیح مسلم کی حدیث سے جواز معلوم ہوتا ہی لا تقوم الساعۃ حتی لا یقال فی الارض اللہ اللہ جو فی الحال مذکور ہوئی یعنی نہ قائم ہوگی قیامت یہانتک کہ نہ کہا جاوے گا زمین میں اللہ اللہ دوسری وجہ یہ ہی کہ سُبْحَانَ اللّٰہِ دو لفظ مضاف و مضاف الیہ ہیں اس پر اطلاق کلام اور جملہ کا نہیں ہوسکتا ہی مثل غلام زید یعنی غلام زید کا جبکہ جاء غلام زید کہا جائے تو کلام تمام ہوگا یعنی آیا غلام زید کا چنانچہ کافیہ میں مندرج ہی الکلام ما تضمن کلمتین بالاسناد یعنی کلام وہ لفظ ہی کہ شامل ہو دو کلمون کو ساتھ اسناد کے یعنی ایک مسند واقع ہوا ور دوسرا مسند الیہ چنانچہ قام زید اس پر مخاطب کو سکوت جائز ہوگا او تفسیر بیضاوی میں مرقوم ہی تحت قولہ

تعالیٰ سُبْحَانَكَ لَا عِلْمَ لَنَا سبحان مصدلا یکاد یستعمل الا مضافا منصوبا باضمار
فعلہ یعنی لفظ سبحان مصدر ہی نہیں مستعمل ہوتا مگر اس حال میں کہ مضاف ہوتا ہو
اور منصوب ہوتا ہو اُسکے فعل کو پوشیدہ کرنے سے پس سبحان اللہ کے ساتھ سبحت
یا اسبح فعل پوشیدہ تجویز کیا جائے اُس وقت کلام کا اطلاق ہوگا اس طرح اسم
ذات اَللّٰہ اَللّٰہ منادی ہو اور منادی سے حرف ندا دور کرنا جائز ہو مثل یُوْسُفُ اَعْرِضْ
عَنْ هٰذَا یعنی اے یوسف روگردانی کرو اس سے اور منادی کی تعریف کافیہ میں
لکھی ہو هو المطلوب اقباله بحرف نائب مناب ادعو۔ یعنی منادی وہ ہو کہ طلب
کیا جاتا ہو روبرو ہونا اُس کا بواسطہ ایک حرف کے جو قائم مقام لفظ ادعو کے ہو۔
یعنی پکارتا ہوں میں پس لفظ ادعو کہ پوشیدہ ہو اُس کو ملاکر ادعو اللہ یعنی پکارتا ہوں
میں اللہ تعالیٰ کو موافق سبحت سبحان اللہ کے یعنی پاکی بیان کرتا ہوں میں پاکی اللہ کی
ایسا سمجھنے سے اَللّٰہ اَللّٰہ کلام تام ہوجاتا ہو مراد یہ ہو ادعو اللہ لیغفر لی ولیرحمنی یا اللہ
انت معبودی انت مقصودی یعنی پکارتا ہوں میں اللہ تعالیٰ کو تاکہ بخش دے مجکو
اور رحم کرے مجپر اے اللہ تو معبود میرا ہو تو مقصود میرا ہو پس بموجب قولہ تعالیٰ اُدْعُوْا
رَبَّكُمْ تَضَرُّعًا وَّخُفْيَةً وَاذْكُرْ رَّبَّكَ فِيْ نَفْسِكَ تَضَرُّعًا وَّخِيْفَةً وَّدُوْنَ الْجَهْرِ مِنَ الْقَوْلِ بِالْغُدُوِّ وَالْاٰصَالِ
وَلَا تَكُنْ مِّنَ الْغٰفِلِيْنَ یعنی پکارو اپنے رب کو خوف سے پوشیدہ اور یاد کرو اپنے رب کو
دل میں عاجزی اور خوف سے کم آواز بولنے سے صبح و شام اور نہ ہو غافلوں سے
اَلَّذِيْنَ يَذْكُرُوْنَ اللّٰهَ قِيَامًا وَّقُعُوْدًا وَّعَلٰى جُنُوْبِهِمْ یعنی وہ لوگ یاد کرتے ہیں اللہ
تعالیٰ کو کھڑے ہوکر اور بیٹھکر اور لیٹے ہوئے رِجَالٌ لَّا تُلْهِيْهِمْ تِجَارَةٌ وَّلَا
بَيْعٌ عَنْ ذِكْرِ اللّٰهِ یعنی وہ لوگ ہیں کہ نہ غافل کرتی ہو اُن کو تجارت اور نہ خرید و فروخت

سورۂ بقرہ

سورۂ یوسف

سورۂ اعراف

سورۂ آل عمران

سورۂ نور

اللہ سے کے ذکر سے اِس واسطے ہر حال وہر لحظہ وہر آن ذکر اللہ جاری رہنا ضرور ہے اور بیع و شرا و معاملات دنیوی میں ذکر جاری رہنا لازم ہی جیساکہ ان آیات سے مستفاد ہوتا ہے پس سوائے ذکر خفی اسم ذات اور ذکر قلبی کے ممکن نہیں دل بیار دست بکار اور خلوت در انجمن کا بھی یہی مضمون ہی لیکن کبھی ذکر قلبی اور کبھی ذکر لسانی ممکن ہی چنانچہ تفسیر مدارک میں مراد ذکر قلبی و ذکر لسانی دونوں لکھی ہی تیسرا جواب یہ ہی کہ اعتراض اُس وقت ہو سکتا ہی کہ کوئی شخص ذکر اسم ذات زبان سے کرے لیکن طریقۂ نقشبندیہ مجددیہ کے اکابر اسم ذات کا ذکر خفی و قلبی محض تصور و خیال سے ارشاد فرماتے ہیں پس اِس صورت میں کوئی محل اعتراض نہین اور قول الجمیل کے اشغال قادریہ میں مرقوم ہی لعلك تقول فی اشتراط الضربات والتشدیدات ومراعاۃ اماکنها فاقول جبل الانسان علی التوجه الی الجهات والاصغاء الی ایقاع النغمات و ان تدور فی نفسه الاحادیث والخطرات فوضعوا هذا الوضع سدا للتوجه الی غیر نفسه وکبحا عن خطور الخطرات الخارجة لیتدرج منه الی قصر التوجه علی الله تعالی یعنی شاید کہ تو کہے ای سالک کہ کیا حکمت ہی ضربات اور تشدیدات کی شرط ادا کرنے مین اور کیا فائدہ ہی اُن کے مقامات کی مراعات میں ۔میں اُس کے جواب میں کہتا ہون کہ انسان مخلوق ہی جہات مختلف کی طرف متوجہ ہونے پر اور آوازون کی طرف کان لگانے پر اور اس پر مجبول ہی کہ اُس کے دل میں باتیں اور خطرات پھرتے رہتے ہیں تو علمائی طریقت نے یہ طریقہ نکالا اپنے غیر کی طرف متوجہ ہونے کے روک دینے کا اور خطرات بیرونی کے آنے سے باز رہنے کا تا آہستہ آہستہ اپنی ذات سے بھی توجہ تو ڑ کر اُس کا خیال فقط اللہ پاک سے لگ جاوے ایسے اُمور کو مخالف شرع شریف سمجھنا

چاہئے جیسا کہ بعضے کم فہم سمجھتے ہیں مانند صرف ونحو کے کہ قرآن وحدیث سمجھنے کا ذریعہ
ہے یہ طریقہ بھی ذریعۂ وصول الی اللہ کا ہے بعدہ اشغال نقشبندیہ میں ذکر اسم ذات کی
یہ کیفیت لکھتے ہیں ومنہ الاثبات المجرد کانہ لم یکن عند المتقدمین وانما استخرجہ خواجہ
محمد باقی اومن یقرب منہ فی الزمان واللہ اعلم سمعت سیدی الوالد یقول النفی و
الاثبات افید للسلوک والاثبات المجرد افید للجذب فی صفتہ ان یخرج لفظۃ اللہ
من سرتہ بالشد التام ویمدھا حتی یصل الی ام دماغہ مع الحبس الذی یجی فی الزیادۃ
حتی ان منھم من یقولھا فی نفس واحد الف مرۃ یعنی منجملہ ذکر کے اثبات مجرد ہے یعنی فقط
اللہ کا لفظ ذکر کرے بدون نفی اور اثبات وغیرہ کے اور گویا کہ یہ ذکر متقدمین نقشبندیہ
کے نزدیک نہ تھا اُس کو خواجہ محمد باقی باللہ علیہ الرحمۃ یا اُن کے کسی قریب العصر نے نکالا
ہے واللہ اعلم بالصواب
میں نے اپنے والد مرشد سے سنا فرماتے تھے کہ نفی اور اثبات سلوک کے واسطے
مفید تر ہے اور اثبات مجرد جذب اور کشش کے واسطے زیادہ تر مفید ہے اور طریقۂ اثبات مجرد
کا یہ ہے کہ اللہ کے لفظ کو اپنی ناف سے بشدت تمام نکالے اور اُس کو کھینچے یہاں تک
کہ اُس کے دماغ کی جھلی تک پہنچے حبس دم کے ساتھ اور اندک اندک زیادہ کرتا جاوے
یہاں تک کہ بعضے نقشبندی ایک دم میں اِس کو ہزار بار کہتے ہیں پس اگر اسم ذات بدعت
سیئہ وخلاف سنت ہوتا تو شاہ ولی اللہ صاحب اُس کی یہ تعریف وتوصیف نہ فرماتے
اور متقدمین نقشبندیہ کے نزدیک مروج نہ ہونا ذکر اسم ذات کا ایک حالی رنگ ہی لکھتے
ہیں لیکن لفظ کانہ اور حرف او دلالت شک پر کرتے ہیں بر تقدیر ایک طریقہ میں کو اسم ذات
معمول بہ نہ ہونے سے دوسرے طریقوں میں عمل نہ ہونا ثابت نہ ہوا۔

پانچویں فصل تاثیر توجہ اور وجد حال کے بیان میں

واضح ہو کہ توجہ اور نظر اور دعا انبیاء اور اولیاء کی تاثیر عظیم رکھتی ہیں کہ سالہا سال کی ریاضت اور عبادت ایک نظر اور ایک توجہ کے برابر نہیں ہو سکتی اور اُن کی زبان مبارک سے بھی جو اجازت یافتہ ہیں اُنکی بھی توجہ اور دعائیں حسب درجات اُن کے تاثیر قیامت تک باقی ہے چنانچہ رفاعیہ میں جو ضرب شمشیر و خنجر اپنی ذات پر یا دوسرے پر مارتے ہیں زخم اُس کا تاثیر لب سے فی الفور درست ہو جاتا ہے یہ تو مثال ظاہری ہے لیکن دلوں کو طالبوں کے اللہ تعالیٰ کی طرف لگا دینا اور محبت دنیا دور کر دینا حسب استعداد طالب کے پیران کبار کی بڑی کرامت ہے کہ یہ دولت عظمیٰ برکت سے سلسلۂ صحبت کے بطور وراثت حضرت رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وسلم کے وقت سے چلی آرہی ہے اور کمال اُس کا محویت اور استغراق محبت الٰہی میں ہے کہ انتہا اُس کا فنا فی اللہ و بقا باللہ ہے عین سعادت ابدی و عمدہ ثمرۂ شجرۂ زندگی یہی ہے کما قال اللہ تعالیٰ إِنَّ الَّذِينَ قَالُوا رَبُّنَا اللَّهُ ثُمَّ اسْتَقَامُوا ترجمہ اس کا پیشتر لکھا گیا جیسا کہ قول مشہور ہے الاستقامۃ فوق الکرامۃ یعنی قائم رہنا احکام اسلام پر فوق ہے کرامت پر مولانا شاہ عبد العزیز صاحب تحت تفسیر اس دعائے حضرت ابراہیم و حضرت اسمعیل علیہما السلام کے لکھتے ہیں کہ اِس آیت سے مقبول ہونا محبوبان جناب الٰہی کی دعا کا اور اُنپر ہونا اُن کی توجہات کا ثابت ہے رَبَّنَا وَابْعَثْ فِيهِمْ رَسُولًا مِّنْهُمْ يَتْلُوا عَلَيْهِمْ آيَاتِكَ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتَابَ وَالْحِكْمَةَ وَيُزَكِّيهِمْ إِنَّكَ أَنتَ الْعَزِيزُ الْحَكِيمُ یعنی اے رب ہمارے مقرر فرما ہماری اولاد میں سے رسول اپنا اُن میں سے پڑھے اُن پر آیتیں تیری اور سکھا دے اُن کو کتاب اور حکمت اور آراستہ اور پاک کرے اُن کو بیشک تو ہی ہے زبردست حکمت والا چنانچہ عبارت تفسیر یہ ہے "یعنی بیاموز ایشاں را اسرارے و حکمتے کہ در ہر ہر حکم آن کتاب و ہر ہر لفظ آن کتاب مودع و مستور است تا علم ظاہر و علم باطن را جامع شوند زیرا کہ علم باطن بے علم ظاہر موجب زندقہ و الحاد میگردد

وعلم ظاہر بے علم باطن بتقشف بارد وحیلہ بازی سیکشد وچوں تعلیم وتعلم حدی وارد منقطع زیرا
کہ نہ قوت معلم بتعلیم ہر چہ کفایت می کند ونہ قوت متعلم بحفظ ہر ہر نکتہ وفا می نماید پس باید کہ برائی
تحصیل بلکہ انعقد علوم از غیب ایشاں را بمرتبہ نبوت صناعی کہ عبارت از ولایت است
برساند وبرکیمیہ یعنی ولوح نفوس وارواح ایشاں راپاک کند از کدوراتی کہ حجاب معرفت
عیانی گشتہ اند وآئینہ استعدادات ایشاں را تصقیل تمام نمایدتا خود بخود تعلیم وتعلم از
جائیکہ القائی علوم غیبیہ بر لوح مدرکہ آں پیغمبری باشد بر ایشاں ہم شود وبایں تربیت کہ بہتات
برسد ایشاں را مانند خود سازد در انکشاف حقائق الٰہیہ مگر ہمیں قدر کہ نبوت اصلی ندارند گویا
حضرت ابراہیم وحضرت اسمٰعیل دانستند کہ ایں پیغمبر خاتم المرسلین خواہد شد وبعد از وی
رسولی خواہد آمد پس ناچار در اُمت او اثر نبوت کہ ولایت است علی مرالدہور والاعصار
باقی ماند تا آں اُمت بقدر امکان از فیض نبوت بے بہرہ نمانند۔

چوں کہ گل رفت وگلستاں شد خراب	بوئی گل را از کہ جوئیم از گلاب

عن ابی ھریرۃ قال قال رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم ان للہ ملائکۃ یطوفون
فی الطرق یلتمسون اھل الذکر فاذا وجدوا قوما یذکرون اللہ تنادوا ھلموا الی حاجتکم
قال فیحفونھم باجنحتھم الی السماء الدنیا یعنی بیشک اللہ تعالیٰ کے چند فرشتے ہیں کہ تلاش
کرتے ہیں ذاکرین کو پس جب پاتے ہیں ایک قوم کو کہ وہ ذکر کرتی ہے اللہ کا ہر ایک دوسرے
گروہ کو اپنے پکارتے ہیں کہ آؤ طرف مقصد اپنے کے پس ڈھانپ لیتے ہیں اُن کو اپنے
بازو اور پروں سے آسمان دنیا تک اس حدیث کے آخر میں ہے کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے
فاشھدکم انی قد غفرت لھم قال یقول ملک من الملائکۃ فیھم فلان لیس منھم انما جاء لحاجۃ قال ھم
الجلساء لایشقی جلیسھم رواہ البخاری یعنی پس گواہ رہو تم کہ بیشک میں نے بخشدئے
سب گناہ اُن کے فرمایا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ عرض کرتا ہے ایک فرشتہ اُن
فرشتوں میں سے کہ اُن لوگوں میں فلاں شخص ہے کہ نہیں ہے ذاکرین سے سوائے اسکے
کہ آیا تھا کام کے واسطے فرماتا ہے اللہ تعالیٰ وہ لوگ ایسے ہم نشین ہیں کہ بدبخت نہیں ہوتا

ہم نشین اُن کا اِس حدیث سے حلقۂ ذاکرین کی فضیلت ثابت ہی اور طریقہ توجہ کے
چند اقسام ہیں چنانچہ حضرت مولانا شاہ عبد العزیز صاحب رحمۃ اللہ تفسیر سورۂ اقرء میں
معانقہ کرنے کو جبریل علیہ السلام کے سید العالمین صلی اللہ علیہ وسلم سے اقسام توجہ اتحادی
میں لکھتے ہیں اور ایسا ہی حضرت خواجہ باقی باللہ صاحب علیہ الرحمۃ کی کرامت توجہ
اتحادی کی نقل ہی کہ اُن کا مُرید بعینہ مرشد کی شکل بن گیا اور حالت وجد جو سالک طریقت
کو یا عام اہل اسلام کو ذکر الٰہی کی برکت سے حاصل ہوتی ہی اُس کی کیفیت یہ ہی کہ حال
باطن اکثر ظاہر جسم سے نمودار ہوجاتا ہی جیساکہ خوشی یا غصّہ کے آثار چہرہ سے نمایاں
ہوجاتے ہیں اور جیساکہ ذکر خفی بمضمون اُدْعُوْا رَبَّکُمْ تَضَرُّعًا وَّ خُفْیَۃً یعنی پکارو
اپنے رب کو عاجزی سے پوشیدہ وَاذْکُرْ رَّبَّکَ فِیْ نَفْسِکَ یعنی یاد کرو اپنے رب کو اپنے دل
میں ثابت اور بہتر ہی اِسی طرح حتی الامکان اظہار سوز و دردِ باطن ضرور نہیں لیکن جب
ضبط نہو سکے تو ناچاری ہی بے اختیاری کی حالت میں یا اشک آنکھوں سے جاری ہوتے
ہیں یا شور و فغاں یا بیہوشی کی نوبت پونہچتی ہی چنانچہ رب العالمین تعالیٰ شانہ فرماتا ہی
تَقْشَعِرُّ مِنْهُ جُلُوْدُ الَّذِیْنَ یَخْشَوْنَ رَبَّهُمْ یعنی تاثیر تلاوت قرآن شریف سے بال
کھڑے ہوجاتے ہیں جسم پر اُن لوگوں کے جو کہ ڈرتے ہیں اپنے رب سے حدیث شریف
میں وارد ہی کہ جب یہ حال آدمی کا خوف الٰہی سے ہوجاتا ہی تو گناہ اُس کے جھڑنے لگتے
ہیں جیسے سوکھے پتے درخت سے جھڑنے لگتے ہیں کما فی المدارک اور ابوبکر صدیق
رضی اللہ عنہ کے وجد کا حال تفسیر سورۂ واللیل میں شاہ عبد العزیز صاحب رحمہ اللہ نے لکھا
ہی پس ازانکہ مال حضرت ابوبکر بالکلیہ تمام شد و فقر برایشاں استیلا یافت روزی گلیمی را
بجای کورتہ گلو انداختہ بخلالی اورا باہم مربوط ساختہ درمجلس آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
حاضر شدہ بودند حضرت جبریل علیہ السلام نازل شدند و پرسیدند کہ یا محمد ابوبکر را باوجود این
مالداری چہ حال شد کہ بایں لباس فقر نشستہ است آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرمودند کہ
ہمہ مال خود را بر من و راہ من خرچ کردہ مفلس شد حضرت جبریل علیہ السلام گفت کہ خدای تعالےٰ

ایضاً سورۂ اعراف

سورۂ زمر

ابوبکر را سلام فرموده است و می پرسد کہ بگو در یں فقر از من راضی ہستی یا کدورتی داری حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ را بشنیدن ایں حالتی رو داد کہ بر مثال ارباب وجد مست شدہ می گفتند کہ من چہ کدورتے از پروردگار خود دارم و بار بار ہمیں نغمہ رامی سرائیدند کہ انا عن ربی راض انا عن ربی راض یعنی میں اپنے رب سے راضی ہوں میں اپنے رب سے راضی ہوں اس حدیث کو مولانا شاہ ولی اللہ صاحب نے قرۃ العینین فی تفضیل الشیخین کے مقدمہ سابعہ میں اور بغوی نے بیچ معالم التنزیل کے تفسیر سورۂ حدید میں لکھا ہے اور حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے کلام کی اور انکی توجہ کی یہ تاثیر تھی کہ ہمام بن عباد وغیرہ نے عرض کی کہ آپ کے محبوں کی کیا صفات ہیں ارشاد ہوا ہم العارفون باللہ العاملون بامر اللہ یعنی وہ لوگ ہیں پہچاننے والے اللہ تعالیٰ کے عمل کرنے والے ہیں حکم پر اللہ کے ایسی بہت صفات بیان فرماتے رہے اور کاندھے پر اُن کے دست مبارک رکھے رہے پس ہمام کہ عابد و زاہد کامل تھے ایک نعرہ مار کر بیہوش ہو کر گرے اور فی الفور دنیا سے انتقال کر گئے چنانچہ یہ حال تفصیل صواعق محرقہ و اشاعہ لاشراط الساعۃ میں مذکور ہے اور بہجۃ الاسرار مطبوعہ مصر صفحہ ۹۴ میں یہ مضمون مندرج ہے کہ جب حضرت محی الدین سید عبد القادر جیلانی اثنائی مجلس وعظ میں فرماتے مضے القال وعظنا بالحال یعنی گذر گئی گفتگو نصیحت کرتے ہیں ہم ساتھ حال کے پس لوگوں کو اضطراب شدید بہت ہوتا اور وجد اُن میں داخل ہوتا اور قول الجمیل میں مرقوم ہے اما ھذہ التصرفات عند کبرائھم اصحاب الفناء فی اللہ والبقاء باللہ فلھا شان عظیم واما عند سائرھم فالتاثیر فی الطالب ان یتوجہ الشیخ الی نفسہ الناطقۃ ویصادمہا بالھمۃ التامۃ القویۃ ثم یستغرق فی نسبتہ بالجمعیۃ وھذا بعد ان تکون نفس الشیخ حاملۃ لنسبۃ من نسب القوم وکانت لہ ملکۃ راسخۃ فیھا فتنتقل نسبتہ الی الطالب علی حسب استعدادہ ومنھم من یشوب بھذا التوجہ الذکر والضرب علی قلب الطالب واذا غاب الطالب فانھم یتخیلون صورتہ ویتوجھون الیھا یعنی اس قسم کے تصرفات کاملین نقشبندیوں کے نزدیک جو فنا فی اللہ اور بقا باللہ کے

لوگ ہیں تو اُن کی اور ہی شان عظیم ہے اور اکابر کے سوا باقی متوسطین کے نزدیک طالب میں تاثیر کرنے کا یہ طریقہ ہے کہ مرشد طالب کے نفس ناطقہ کی طرف متوجہ ہو کر اپنی پوری قوی ہمت سے ٹکرائے پھر ڈوب جائے اپنی نسبت میں جمعیت خاطر سے اور یہ تصرف اُس کے بعد ہوگا کہ نفس مرشد کسی نسبت کا حامل ہوا ان بزرگوں کی نسبتوں میں سے اور اس نسبت کا اُس کو ملکہ راسخہ ہو کہ ہر دم اُس کے قابو میں ہو پھر مرشد کی نسبت طالب کی طرف منتقل ہوگی اُس کی لیاقت و استعداد کے موافق اور بعضے نقشبندی اس توجہ کے ساتھ ذکر کو اور طالب کے دل پر ضرب لگانے کو بھی ملا دیتے ہیں اور جبکہ طالب غائب ہو تو اُس کی صورت کا خیال کرتے ہیں اور اُس کی طرف متوجہ ہوتے ہیں۔ یعنی غائب کو توجہ دیتے ہیں اُس کی صورت کو خیال کر کے چنانچہ اویس قرنی اور غوث اعظم اور اکثر اولیا اللہ کو حصول فیض روحانی طرف سے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کی منقول ہے پس یہ مجلس توجہ پیران کبار کی وہ حلقہ ذکر اللہ ہے جس کو سید العالمین نے ھم الجلساء لا یشقی جلیسہم فرمایا یعنی وہ لوگ ایسے اہل مجلس ہیں کہ نہ بدبخت ہوگا ہم نشین اُنکا اور پیران کبار کا وہ مرتبہ عالی ہے جو ارشاد ہوا ہے ھم اذا رأوا ذکر اللہ یعنی وہ لوگ جس وقت دیکھے جاتے ہیں یاد آتا ہے اللہ تعالیٰ یا مجلس مراقبہ ہے کہ یَتَفَکَّرُوْنَ فِیْ خَلْقِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَفِیْ اَنْفُسِکُمْ اَفَلَا تُبْصِرُوْنَ اُس کی طرف اشارہ ہے اور اہل مجلس کار دنیوی چھوڑ کر باعتقاد تمام حاضر حلقہ ہوتے ہیں اُنکا حال مطابق اصحاب صفہ کے ہے جو عاشقان جمال احمدی تھے اور آیہ شریفہ وَلَا تَطْرُدِ الَّذِیْنَ یَدْعُوْنَ رَبَّھُمْ بِالْغَدٰوۃِ وَالْعَشِیِّ یُرِیْدُوْنَ وَجْھَہٗ (سورۂ انعام) اُن کی شان میں نازل ہے یعنی اور دور نہ کر اے نبی اُن لوگوں کو کہ پکارتے ہیں اپنے رب کو صبح و شام یعنی تمام رات دن طالب ہیں اللہ سبحانہ کی ذات کے وَاصْبِرْ نَفْسَکَ مَعَ الَّذِیْنَ یَدْعُوْنَ رَبَّھُمْ بِالْغَدٰوۃِ وَالْعَشِیِّ یُرِیْدُوْنَ وَجْھَہٗ وَلَا تَعْدُ عَیْنٰکَ عَنْھُمْ (سورۂ کہف) تُرِیْدُ زِیْنَۃَ الْحَیٰوۃِ الدُّنْیَا وَلَا تُطِعْ مَنْ اَغْفَلْنَا قَلْبَہٗ عَنْ ذِکْرِنَا وَاتَّبَعَ ھَوٰہُ وَکَانَ اَمْرُہٗ فُرُطًا یعنی اور ثابت رکھو اے نبی اپنی ذات کو ساتھ

اُن لوگوں کے کہ پکارتے ہیں اپنے رب کو صبح و شام یعنے رات دن طالب ہیں اللہ تعالی کی ذات کے اور نہ پھریں آنکھیں تمھاری اُن سے ای نبی کہ ارادہ کرو تم زینت و مال دنیا کی زندگی کے اور نہ اطاعت کرو اُس شخص کی کہ غافل کردیا ہم نے اُس کے دل کو اپنی یاد سے کہ وہ پیچھے لگا ہی اپنی خواہش نفسانی کے اور ہی کام اُس کا اپنی حد پر نہ رہنا تفسیر مدارک و بیضاوی اور معالم التنزیل میں لکھا ہی کہ جب عرض کی سرداران قریش نے سید العالمین صلی اللہ علیہ سے کہ آپ دور کردو ان غریب لوگوں کو اپنی صحبت سے یعنی سلمان فارسی و خباب و بلال و صہیب و عمار و عبد اللہ بن مسعود وغیرہ کو تو ہم آپکے ہم نشین رہیں گے ارشاد ہوا کہ میں دور نہ کروں گا مومنین کو پھر عرض کی اکابر قریش نے ہمارے واسطے ایک دن مقرر کرو اور اُن کے واسطے ایک دن اور اس باب میں دستاویز تحریری چاہی پس طلب فرمایا حضرت نے علی مرتضی کو لکھنے کے لئے پس وہ فقرا خدمت بابرکت سے اُٹھکر ایک طرف ہو بیٹھے اُس وقت یہ آیتیں نازل ہوئیں پس پھینکدی حضرت نے وہ دستاویز اور حاضر ہوئے وہ فقرا خدمت والا میں تب معانقہ کیا حضرت نے فقرا سے اور حمد و شکر اللہ تعالی کا بجالائے کہ مجھکو حکم فرمایا کہ ثابت رکھوں اپنی ذات کو ساتھ ایک قوم کے اپنی اُمت سے تمھارے ساتھ زندگی ہی اور تمھارے ساتھ موت ہی پھر رونق بخش رہے سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم درمیان مجلس فقرا مہاجرین کے پس حلقہ کئے اُن لوگوں نے اُس وقت ارشاد ہوا کہ بشارت ہی تم کو ای فقرائے مہاجرین ساتھ نور کامل کے روز قیامت میں داخل ہوگے تم جنت میں پانچسو برس پہلے غنی لوگوں سے ہرگاہ کہ یہ گروہ خاص دنیا کی کدورات و نجاسات باطنی سے پاک و صاف رہتے ہیں اللہ تعالی اُن کو مستجاب الدعوات کرتا ہی اور کشف و کرامات و خوارق عادات سے اُنکو سرفراز فرماتا ہی اور جو کوئی باعتقاد تمام اُن کے ہاتھ پر بیعت توبہ کرتا ہی اور مرید ہوتا ہی حتی الامکان گناہوں کے مرتکب ہونے سے باز رہتا ہی اور اس بیعت کی یہ تاثیر ہوتی ہی اور ایک ارشاد کی یہ ہدایت دل میں محکم ہوجاتی ہی

کہ عالم بے عمل کی ہزار وعظ و نصیحت میں یہ تاثیر نہیں ہوتی یہ محض خلوص نیت و تقویٰ و صفائی باطن و طہارت دائم کا سبب ہے کہ برکت سے اتباع انبیا کے انوار ہدایت ظہور میں آتے ہیں قال اللہ تعالیٰ وَاِنَّكَ لَتَهْدِيْٓ اِلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ یعنی اے نبی تم ہدایت کرتے ہو طرف راہ راست کے وَلِكُلِّ قَوْمٍ هَادٍ یعنی ہر ایک قوم کے واسطے ایک رہنما اللہ تعالیٰ نے مقرر فرمایا ہے اور طریقہ ہدایت کا اس طرح تبلایا گیا وَنَفْسٍ وَّمَا سَوّٰىهَا فَاَلْهَمَهَا فُجُوْرَهَا وَتَقْوٰىهَا قَدْ اَفْلَحَ مَنْ زَكّٰىهَا وَقَدْ خَابَ مَنْ دَسّٰىهَا یعنی قسم ہے نفس انسانی کی اور قسم ہے اس حکمت الٰہی کی کہ درست کیا ہے اس نفس کو پس الہام کی اسکو بدکاری اس کی اور تقویٰ اس کا تحقیق نجات پائی جس نے پاک کیا اس نفس کو اور تحقیق نقصان پایا جس نے گمنام کیا اسکو اس آیت کے تحت میں صاحب فتح العزیز نے حالات تزکیہ نفس تفصیل تمام خوب لکھے ہیں وہ مقام دیکھنے کے قابل ہے مختصر اس میں سے یہ مضمون ہے کہ قرآن مجید میں مضمون فلاح چند اعمال کے باب میں وارد ہوا ہے سورہ البقرہ و سورہ توبہ اور شروع آیات سورہ مومنون و سورہ روم وغیرہ میں اس کا لحاظ ضرور ہے پس پیران کبار کہ قائم مقام اور وارث انبیا کے ہیں تمام عالم انکے انوار ہدایت سے تابان و درخشان ہے ذٰلِكَ فَضْلُ اللّٰهِ يُؤْتِيْهِ مَنْ يَّشَآءُ یہ فضل اللہ تعالیٰ کا ہے دیتا ہے جس کو چاہتا ہے اور نتیجہ توجہات و مراقبات و اذکار کا یہ ہے کہ خواہش نفسانی طالب حق کی بالکل فانی ہو جائے اور سالک بہرحال احکامات و رضائے الٰہی میں قائم رہے کہ فنا فی اللہ و بقا باللہ کا یہ مضمون ہے

تو مباش اصلا کمال این ست و بس	رو درو گم شو وصال این ست و بس

اگرچہ حالت وجد ایک امر عارضی ہے کہ کسی وقت قلب سالک پر وارد ہوتی ہے لیکن مقصود دینی کہم سے اور قَدْ اَفْلَحَ مَنْ زَكّٰىهَا سے تزکیہ نفس و قلب ہے دعا اور توجہ سے ہادیان راہ حق کی یعنی ایک تو پاک کرنا ہے خصائل ذمیمہ یعنی بدخصلتوں سے کہ یہ امراض باطنی ہیں مثلاً غضب بغیر سبب شرعی کے اور تکبر و حسد و کینہ و ریا و بخل و انکار طاعات کے ارتکاب

سورۂ شوریٰ

سورۂ آل عمران

محرمات وغیرہ اُمور اور دوسرے اختیار کرنا ہی اخلاق حسنہ یعنی عادات نیک کا مانند تواضع وسخاوت وصبر وتوکل وحسن اخلاق اور خلوص نیت ہر کام کے واسطے ضرور ہی۔ چنانچہ بخاری نے عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہی یقول سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول انما الاعمال بالنیات وانما لامرء مانوی فمن کانت ھجرتہ الی دنیا یصیبہا او الی امرأۃ ینکحہا فھجرتہ الی ما ھاجر الیہ یعنی سوائے اِس کے نہیں کہ اعتبار کاموں کا بسبب نیتوں کے ہی اور سوائے اِس کے نہیں کہ واسطے مرد کے ہی جو کہ نیت کی اُس نے پس جو شخص کہ ہو ہجرت اُسکی طرف دنیا کے کہ پوہنچے اُسکو یا کسی عورت کی طرف جس سے نکاح کرے بس ہجرت اُسکی اُسی چیز کی طرف ہی کہ ہجرت کی اُس نے اور بجالانا عبادات کا اور جمیع احکام الٰہی کا بخوشی ورغبت تمام لازم ہی کہ مقصود اصلی اُس سے نجات ابدی وقرب رضائے الٰہی ہی بیان خصائل حسنہ وذمیمہ کا احیاء العلوم وکیمیائی سعادت وغیرہ میں تفصیل موجود ہی۔

سبحان اللہ پیران کبار عجیب اطبائی روحانی ہیں کہ امراض باطنی کا علاج کیا خوب کرتے ہیں جیسا کہ اطبائی یونانی امراض جسمانی کا معالجہ باحتیاط کرتے ہیں طبیب کبھی دوائے تلخ حسب مقتضائے حال بیمار دیتے ہیں اور کبھی مُسہل اور کبھی فصد لیتے ہیں اس طرح پر یہ حکمائے روحانی صبر اور صوم وریاضت وکثرت عبادات کا حکم حسب مصلحت مزاج سالک فرماتے ہیں لیکن ذکر اللہ بہت عمدہ باقوتی بیش بہا اور مفرح جان بخش ہی۔ کہ ترکیب اُس کی بغیر توجہ ان لقمان صنعتوں کے تاثیر کامل حاصل نہیں کرتی ہی جیسا کہ تعلق وزن ہر ایک دوا کا علٰحدہ ہوتا ہی اور وقت استعمال ہر ایک کا جدا ہوتا ہی اور ہر ہر مفرحات وجوارشات کے بنانے کی ترکیب علٰحدہ ہوتی ہی ویسا ہی ہر ذکر وشغل کے اوقات مقرر کرنا بعدد مقررہ برعایت طاق ایک امر ضروری ہی مثلاً حضرت خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم نے سبحان اللہ والحمد للہ پڑہنے کے واسطے عدد طاق ثلثا وثلثین اور وقت اُس کے پڑہنے کا بعد نماز فرض اور قریب وقت خواب بتایا ہی اور تسبیحات رکوع

و سجود ہر نماز میں بعد وطاق مسنون ہے اور صبح کے اور اد علیحدہ اور شام اور تہجد وغیرہ کے
علیحدہ ارشاد ہوئے ہیں اگر چہ بہر حال اذکار و قرآن کا پڑھنا ہر ایک زمان و مکان پاک
میں بہتر ہے لیکن جو اذکار و آیات قرآنی و ادعیات اُن کے اوقات مقررہ و مقامات معہودہ
پر پڑہے جاویں اور رعایت اُن کے تعداد کی حسب ارشاد کی جاوے کہ وقوف
عددی اُس کو فرمائے ہیں اُس کے تاثیرات و برکات بدرجہ کامل ہوتی ہیں گویا روح
اُس عمل کی یہ ہے کہ اُس میں اتباع کامل انبیا اور اولیا کی ہوتی ہے کہ وہ عین مرضی و خوشنودی
جناب الٰہی ہے کما قال تعالیٰ قُل اِن کُنتُم تُحِبُّونَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُونِی یُحبِبکُمُ اللّٰهُ یعنی کہو اے
نبی کہ اگر دوست رکھتے ہو تم اللہ کو پس اطاعت اور اتباع میری کرو دوست رکھے گا
تم کو اللہ تعالیٰ - اگر چہ صرف پڑھنا قرآن شریف و اذکار و ادعیات کا بغیر لحاظ تعداد و
زمان و مکان کے بھی خالی برکات و تاثیرات و ثواب سے نہیں لیکن مرشد اجازت
یافتہ کے ارشاد کے مطابق اور اُستادوں کی تعلیم و تلقین کے موافق پڑہنے سے
اُس کی برکات و تاثیرات و ثوابات صد چند ہو جاتے ہیں علی ہذا القیاس حسن نیت
و اکل حلال و صدق مقال بھی امر ضروری ہے لیکن رکن اعظم اور مدار کار تاثیر اذکار میں
اور تصفیہ قلب اور امراض باطنی کے دور کرنے کے واسطے اور کمالات روحانی حاصل
کرنے کے لئے اجازت و توجہ خاص مرشد کامل کی ہے وہ اکسیر اکبر بلکہ بہتر صد ہزار اکسیر
سے ہے مثلاً قرآن مجید اور حدیث شریف کے الفاظ کی تصحیح اور تجوید اور سمجھنا معانی کا
بغیر اُستاد کے ممکن نہیں جو شخص استعداد حرف شناسی سے پڑھ لیتا ہے اُستادوں کے
رو برو جب پڑھتا ہے تو بہت غلطیاں اُس کی ظاہر ہوتی ہیں جب علما استعداد کو طالب علم
کی کامل دیکھتے ہیں تب اجازت علم پڑھانے کی اُس کو دیتے ہیں پس حصول ثواب
اور مقبولیت تلاوت قرآن وغیرہ کے بھی درجات عند اللہ مقرر ہیں چنانچہ بہ نسبت غلط
پڑہنے والے کے صحیح پڑہنے والے کا درجہ زائد ہے اُس سے زائد حسن نیت کا درجہ ہے
اُس سے زیادہ فہم معانی کے ساتھ خوف و رجا سے رونے والے کا مرتبہ ہے اور جو کوئی

اہل اسلام کو معانی قرآن سمجھاوے اور مسائل احکام الٰہی بیان کرے یا مسائل جدید
اُس سے ثابت کرے جیساکہ مجتہدین شریعت وطریقت نے مساعی جمیلہ فرمائی ہیں
ان لوگوں کے مراتب ومناقب سب سے اعلیٰ وافضل ہیں قال تعالیٰ مَنْ جَاءَ بِالْحَسَنَةِ فَلَهُ
عَشْرُ أَمْثَالِهَا یعنی جس نے عمل نیک کیا ثواب اُس کا دس حصے اُس کے برابر ہی اور ثواب
زیادہ مقبول عمل کا اُس سے زیادہ بیان ہوا ہی مَثَلُ الَّذِينَ يُنْفِقُونَ أَمْوَالَهُمْ فِي سَبِيلِ اللَّهِ
كَمَثَلِ حَبَّةٍ أَنْبَتَتْ سَبْعَ سَنَابِلَ فِي كُلِّ سُنْبُلَةٍ مِائَةُ حَبَّةٍ وَاللَّهُ يُضَاعِفُ لِمَنْ يَشَاءُ
یعنی مثال اُن لوگوں کی جو خرچ کرتے ہیں اپنے مال اللہ کی راہ میں مثال ایک دانہ کی
ہی کہ نکلے اُس کے جھاڑ میں سے سات خوشے ہر ایک خوشے میں سو سو دانے ہیں
اور اللہ سبحانہ دوچند کرتا ہی جس کے واسطے کہ چاہتا ہی اس واسطے پیران کبار سے
اجازت وتلقین ہونا اذکار واشغال کا مع آداب مقررہ اُس کے کے ضرور ہے جب تک
سب شرائط مقرری ادا نہ کیجاوین تاثیر کامل نہ ہوگی اور ثواب عظیم اُس قدر حاصل نہ ہوگا
جو کوئی اجازت یافتہ نہیں وہ ناقص ہی وہ دوسرے شخص کو کامل نہیں کرسکتا محدثین کے
نزدیک بھی سند اور اجازت اور بیان کرنا سلسلۂ راویوں کا ضرور ہی اور عملیات میں بھی
اجازت عاملان اجازت یافتہ کی ضرور ہی بغیر اجازت کے تاثیر کامل نہیں ہوتی اجازت دینا
ہر ایک اجازت یافتہ کا یہی تاثیر رکھتا ہی کہ اکثر فقرائی طریقۂ رفاعیہ ضرب شمشیر وخنجر سے
اپنے جسم کو کاٹتے ہیں اور فی الفور وہ زخم درست ہوجاتا ہی پس اگر کوئی شخص زبان عربی
یا فارسی سے واقف ہو لیکن اُستاد سے مضامین کتب فقہ یا صرف ونحو یا شاعری یا
اعمال حساب نہ سیکھا ہو تو فقط کتب فقہ وغیرہ یا کتاب حساب کے دیکھ لینے سے مسائل فقہ
وغیرہ کا کماحقہ ماہر نہیں ہوسکتا ہی اور عمل جذر ضرب تقسیم وکسور واربعہ متناسبہ وغیرہ ہرگز
صحیح طور پر بغیر سمجھائے اُستاد کے نہیں کرسکتا ہی ایسا ہی بغیر اجازت مرشد کامل کے اگر
کوئی شخص ذکر وشغل کرے تو نتیجہ اُس کا تصفیہ قلب وکمالات باطنی وقرب الٰہی حاصل نہیں
ہوتا جیساکہ بغیر اُستاد کے قرآن شریف ترتیل کے ساتھ کوئی پڑھ نہیں سکتا بلکہ صناعی میں

بھی ایسی ہی عادت انسانی ہی کہ آہنگری و نجاری و بافندگی و زرگری و خیاطی وغیرہ کے
کام کوئی شخص بغیر تعلیم اُستاد اُس پیشہ کے اپنی عقل سے برابر اُستاد کے ہرگز کر نہیں
سکتا چنانچہ حضرت شاہ ولی اللہ صاحب نے عقد الجید میں یہ تمثیل لکھی ہی۔

ہیچ چیزے خود بخود چیزے نشد	ہیچ آہن خود بخود تیزے نشد
مولوی ہرگز نشد ملائے روم	تا غلامِ شمس تبریزی نشد

لہذا صفحہ ۳۹ جلد سوم مجموعۂ ملفوظات جناب پیر مرشد حضرت مولانا محمد نعیم المعروف بہ
مسکین شاہ صاحب مدظلہ العالی کے مکتوب دہم میں ارشاد ہوا ہی "طریقۂ توجہ کردن
این ست کہ طالب را روبرو ئے خود نشانند نشان قلب باو دادہ بطرف قلبِ خود متوجہ
باشند و خود را مثل عینک خالی دانستہ متوجہ باو سبحانہ تعالیٰ کہ محبوب حقیقی ست شدہ
بعجز و انکسار تمام در دل بگذرانند الٰہی من کدام کہ این درویش را توجہ کنم پس ما ہمہ بندگان
تو و غلامانِ حبیب تو ایم" حاصل نقل سے اِس عبارت کی یہ ہی کہ مرشدانِ طریقت اپنی ذات کو
مستقل دینے والے فیض کے نہیں سمجھتے ہیں اور مریدین بھی اپنے مرشدوں کو ایک وسیلہ
اپنا جناب سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت رب العالمین کے حضور میں سمجھتے
ہیں اِس قسم کا توسل انبیا و اولیا کا جنابِ الٰہی میں لانا عین سعادتِ ابدی ہی چنانچہ قولہ
تعالیٰ وَابْتَغُوٓا اِلَيْهِ الْوَسِيْلَةَ کا بیان اور احادیث توسل انبیا و اولیا اِس رسالے میں مذکور
ہوئے ہیں پس مثل عینک اپنی ذات کو خالی سمجھنا اور القائے فیض کی اللہ تعالیٰ سے دعا
کرنا کمال توحید ہی اور بالکل ہمہ جہت استعانت، خلاق اکبر سے کرنا عین عبادت ہی بسبب
ربطِ سلسلۂ بیعت کے بذریعۂ پیرانِ کبار بوسیلۂ سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم کے جناب
الٰہی سے فیض و برکات مجلس توجہ پر نازل ہوتے ہیں کما قال تعالیٰ قَالُوْا حَسْبُنَا اللّٰهُ سَيُؤْتِيْنَا
اللّٰهُ مِنْ فَضْلِهٖ وَرَسُوْلُهٗ یعنی اگر وہ لوگ کہتے کہ بس ہی ہم کو اللہ تعالیٰ دیگا ہم کو
اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے اور اپنے رسول کے طفیل سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے
فرمایا انا ابو القاسم اللہ یعطی وانا اقسم کما فی الجامع الصغیر عن ابی ہریرۃ یعنی میں ابو القاسم ہوں

اللہ تعالیٰ دیتا ہی اور میں تقسیم کرتا ہوں اور مشکوٰۃ کے کتاب العلم میں بحوالہٗ بخاری و مسلم روایت ہی فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے من یرد اللہ بہ خیرا یفقہہ فی الدین وانما انا قاسم واللہ یعطی یعنی جس کے واسطے کہ اللہ بہتری چاہتا ہی فہم و دانائی دین میں اُس کو دیتا ہی سوائے اِس کے نہیں کہ میں تقسیم کرنے والا ہوں اور اللہ تعالیٰ دینے والا ہی اور مقولہ عیسیٰ علیہ السلام جو قرآن مجید میں منقول ہوا وَ اُنَبِّئُكُمْ بِمَا تَأْكُلُوْنَ وَمَا تَدَّخِرُوْنَ فِیْ بُیُوْتِكُمْ یعنی خبر دیتا ہوں تم کو جو کہ تم کھاتے ہو اور جمع کرتے ہو اپنے گھروں میں اور جبرئیل علیہ السلام نے جو کہ بی بی مریم سے کہا تھا اِنَّمَا اَنَا رَسُوْلُ رَبِّكِ لِاَهَبَ لَكِ غُلٰمًا زَكِیًّا یعنی سوائے اِس کے نہیں کہ میں رسول ہوں تمھارے رب کا تا کہ دیتا ہوں میں تم کو بیٹا پاک لہٰذا اگر کوئی شخص رزق دینے والا اور عطا کرنے والا مستقل طور پر بادشاہ کو سمجھے اور رب العالمین کا بالکل دخل اُس میں نہ سمجھے تو وہ مشرک ہی اور جو کوئی اللہ تعالیٰ کو رازق و معطی مستقل سمجھکر بادشاہ کو اپنا ذریعہ جانے تو کچھ قباحت نہیں جیسا کہ جبرئیل علیہ السلام نے بیٹا دینے کی نسبت اپنی طرف کی یہ نسبت مجازی ہی حقیقت میں بیٹا دینے والا اللہ تعالیٰ ہی پس جیسا کہ شکر منعم حقیقی یعنی شکرانہ اللہ تعالیٰ کا فرض ہی کما قال وَلَئِنْ شَكَرْتُمْ لَاَزِیْدَنَّكُمْ وَلَئِنْ كَفَرْتُمْ اِنَّ عَذَابِیْ لَشَدِیْدٌ یعنی اور اگر شکر کروگے تم البتہ زیادہ دوں گا میں نعمت تم کو اور اگر ناشکری کروگے تم بیشک عذاب میرا سخت ہی ایسا ہی شکر گذاری اُن لوگوں کی کہ جن کے ذریعہ سے نعمت پہنچی ہی واجب ہی قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من لم یشکر الناس لم یشکر اللہ جامع صغیر میں بحوالہٗ ترمذی روایت ہی یعنی جس نے شکر گزاری نہ کی لوگوں کی نہ شکر کیا اللہ کا پس واسطۂ نعمت الٰہی انبیا و اولیا و مجتہدین و مرشدین و معلمین و والدین ہیں اُنکے حقوق تعظیم و محبت و اطاعت جو کوئی بجا نہ لاوے اُس کے لئے دارین کی خرابی ہی اِس سبب سے کہ اِس نے اللہ تعالیٰ کی ناشکری کی خَسِرَ الدُّنْیَا وَالْاٰخِرَةَ ذٰلِكَ هُوَ الْخُسْرَانُ الْمُبِیْنُ یعنی نقصان پایا دنیا و آخرت میں یہ نقصان ظاہر ہی —

سورۂ آل عمران

سورۂ مریم

سورۂ ابراهیم علیہ السلام

سورۂ حج

چھٹی فصل لطائف سبعہ کے بیان میں

واضح ہو کہ لطائف سبعہ یعنی قلب[1] و روح[2] و سر[3] و خفی[4] و اخفی[5] و نفس[6] و قالب[7] جو آدمی کے جسم میں بدریافت و تتبع حال انسان و کشف و الہام پیران کبار نے مقرر کئے ہیں علمائے ربانیین نے بھی اس کو مسلم رکھا اور مستحسن سمجھا ہے چنانچہ شاہ عبد العزیز صاحب نے تفسیر فتح العزیز میں تحت آیہ وَاذْكُرِ اسْمَ رَبِّكَ لکھا ہے یعنی "یاد کن نام پروردگار خود را بر سبیل دوام در ہر وقت و در ہر شغل و ہمراہ ہر عبادتے خواہ در ثنای آں و خواہ در اول و آخر آں و خواہ بزبان و خواہ بقلب و خواہ بروح و خواہ بسر و خواہ بخفی و خواہ باخفی و خواہ بنفس و خواہ در روز و خواہ در شب ذکر لسانی خواہ بجہر باشد و خواہ بخفیہ و نام پروردگار ہم خواہ اسم ذات باشد یا اسم اشارت کہ ھو است یا بعضی یا از اسمائی حسنیٰ کہ او را مناسبت بالنفس سالک و وقت و حال او بیشتر باشد و اہم مہمات آنست کہ ہیچ لمحہ و ہیچ نفس غافل نباشد و در ہیچ شغل و عمل ازیں یاد باز نماند" اور شاہ ولی اللہ صاحب نے الطاف القدس میں تحریر فرمایا ہے "فصل سوم در تہذیب لطائف ثلثہ باز بوجہیکہ حکمت خلقی تقاضا می کند انشعاب لطیفہ انسانیہ بسہ شعبہ قلب[1] و عقل[2] و نفس[3] بہ نقل و عقل ثابت است در حدیث حضرت خاتم الانبیا صلی اللہ علیہ وسلم آمدہ است کہ الا ان فی الجسد مضغۃ اذا صلحت صلح الجسد کلہ و اذا فسدت فسد الجسد کلہ الا وھی القلب و نیز آمدہ است کہ مثل القلب کریشۃ بارض فلاۃ یقلبھا الریاح ظھرا لبطن و نیز آمدہ است کہ النفس تمنی وتشتھی والفرج یصدق ذلک ویکذبہ ۔

---

[1] رواہ البخاری فی کتاب الایمان یعنی آگاہ ہو کہ جسم میں ایک ٹکڑا گوشت کا ہے جبکہ درست رہے وہ درست رہتا ہے تمام جسم اور جبکہ وہ خراب ہو جائے خراب ہو جاتا ہے سب جسم آگاہ ہو کہ وہ دل ہے ۱۲

[2] فی المشکوۃ رواہ احمد عن ابی موسی مرفوعا فی باب الایمان بالقدر یعنی مثال دل کی مانند پر کے ہے زمین میں جنگل کی کہ پھراتی ہیں اسکو ہوائیں جنگل کی طرف ظاہر سے باطن کی طرف ۱۲

[3] یعنی نفس آرزو کرتا ہے اور خواہش کرتا ہے اور فرج سچا کرتی ہے اسکو یا جھوٹا کرتی ہے اس کو ۱۲

ونیز آمده است دین المرء عقلہ ومن لاعقل لہ لا دین لہ واز تتبع موارد استعمال معلوم می شود کہ اتباع شہوات وتقاضائی لذات منسوب بہ نفس ست وبہ تعمد کارسے وحب وبغض وجرأت وجبن ومثل آن متصف شدن کار قلب است وفہم ومعرفت وجزم بآنچہ جزم آن باید کرد مخصوص بہ عقل وعقلا قوائی نفس ناطقہ رابسہ قسم منقسم یافتہ اند قوائی طبعیہ وقوائی حیوانیہ وقوائی ادراکیہ آشیانۂ اول کبدست وآشیانۂ ثانی مضغۂ صنوبری وآشیانۂ سوم دماغ ست" اور **قول الجمیل** میں ہے وبالجملۃ فغرض الشیخ احمد السرہندی ان کل لطیفۃ من تلک اللطائف لہ ارتباط بعضو من الجسد فالقلب تحت الثدی الایسر باصبعین والروح تحت الثدی الایمن بحذاء القلب والسر فوق الثدی الایمن مائلا الی وسط الصدر والخفی فوق الثدی الایسر مائلا الی الوسط والاخفی فوق الخفی والسر فی الوسط والنفس فی البطن الاول من الدماغ وفی کل من ھذہ الاعضاء حرکۃ نبضیۃ فالشیخ یامر بمحافظۃ تلک الحرکۃ وتخیلھا ذکر اسم الذات ثم یامر بالنفی والاثبات ماد اللفظۃ لا علی اللطائف کلھا وضاربا للفظۃ الا اللہ علی القلب یعنی خلاصہ یہ ہے کہ حضرت شیخ احمد سرہندی کی غرض یہ ہے کہ ان لطائف میں سے ہر لطیفہ کو تعلق وارتباط ہے بدن کے بعض اعضا سے تو قلب کا تعلق بائیں چھاتی کے نیچے دو اُنگل پر ہے اور روح کا ارتباط داہنی چھاتی کے نیچے بمقابلہ دل کے ہے اور سر کا تعلق داہنی چھاتی کے اُوپر وسط سینہ کی طرف جھکتے ہوئے اور خفی بائیں چھاتی کے اُوپر وسط سینہ کی طرف مائل ہے اور اخفی کا مقام خفی کے اُوپر ہے اور سر وسط میں ہے اور نفس کا مقام دماغ کے بطن اول میں ہے اور ہر ایک عضو میں اعضائے مذکورہ سے نبض کی مانند حرکت ہے تو شیخ ممدوح اِس حرکت کی محافظت کا اور اس حرکت کو اسم ذات خیال کرنے کا امر فرماتے ہیں پھر نفی واثبات کا امر فرماتے ہیں لا کے لفظ کو پھیلاتے ہوئے جمیع لطائف مذکورہ پر اور الا اللہ کے لفظ کو دل پر ضرب لگا کر اور حضرت شاہ ابوسعید

حاشیہ کافی کنوز الحقائق یعنی قیام مرد کے دین کا عقل سے اسکی ہے جسکو عقل نہیں اُسکو دین نہیں حاصل یہ ہے کہ دین کا انتظام مثل تحصیل علوم واجتہاد عقل پر منحصر ہے اور بندوبست حکومت دنیوی کا بھی مدار کار عقل ہے اور طفل بے عقل اور مجنون پر احکام شرع جاری نہیں ہوتے

صاحب ہدایۃ الطالبین میں بعد ذکر لطیفہ نفس فرماتے ہیں "بازاز تمام بدن کہ آں را
لطیفہ قالبیہ میخوانند این قدر ذکر نماید کہ از ہر رگ وپی واز ہر بن موآواز ذکر بسمع خیال برسدو
ایں ذکر را دریں طریقہ سلطان الاذکار گویند" لیکن قول الجمیل میں لطیفہ قالب کا تذکرہ نہیں
کیا اور لطیفہ سری کو جانب راست تبلایا ہے اور خفی کو طرف چپ لیکن ارشاد طریقہ مجددیہ مظہریہ
میں اسکے خلاف ہے یعنی بموجب مقامات مظہری و معمولات مظہری و ہدایۃ الطالبین
کے سری طرف چپ اور خفی طرف راست ہے۔ لیکن یہاں غرض نقل کرتے سے عبارت
قول الجمیل کی محض بیان موافقت ہے اصل لطائف میں اور سہو کاتب کا گمان عبارت قول
الجمیل میں ممکن ہے اگر اختلاف ہے تو فقط نام کا ہے عمل اور مضمون و مقصود میں بالکل اتفاق ہے۔
واضح ہو کہ رکن اعظم سلوک میں یہ ہے کہ سالک کا دل اور جمیع لطائف ذکر الٰہی کی طرف رجوع
رہیں اور سب احکام الٰہی بخوشی تمام بجالاوے اور نیت ہر عمل میں خالص رکھے جس کام
سورۂ جاثیہ میں خواہش نفسانی اور غرض دنیوی اور ریا داخل ہو وہ بیفائدہ ہے قال اللہ تعالےٰ اَفَرَاَیْتَ
مَنِ اتَّخَذَ اِلٰهَهٗ هَوَاهُ یعنی کیا دیکھا ہے تم نے اُس شخص کو جس نے مقرر کر رکھا ہے اپنا معبود
اپنی خواہش نفسانی کو چنانچہ ابن ماجہ نے ابواب زہد و قناعت میں ابو ہریرہ رضی اللہ
عنہ سے روایت کی ہے ان اللہ لاینظر الی صورکم و اموالکم ولکن انما ینظر الی اعمالکم و قلوبکم
یعنی بیشک اللہ تعالیٰ نہیں نظر کرتا ہے طرف تمہاری صورتوں اور مالوں کے ولیکن سوای
اسکے نہیں ہے کہ نظر فرماتا ہے تمہارے اعمال کی طرف اور تمہارے دلوں کی طرف جس وقت
کہ طالب کا قلب انوار و اذکار الٰہی سے منور ہوتا ہے اور زنگ کدورت خطرات دنیوی کا
دور ہوتا ہے اور احکامات اسلام پر بخلوص تمام مستقیم ہو جاتا ہے اور ماسوای اللہ تعالیٰ کے
خیالات چھوڑ دیتا ہے دل اُس کا ایک حال پر قرار پاتا ہے دوسری طرف رغبت نہیں کرتا ہے
سورۂ رعد بوسیلہ پیران کبار اس مقام کو پہنچتا ہے اَلَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَتَطْمَئِنُّ قُلُوْبُهُمْ بِذِكْرِ اللّٰهِ
اَلَا بِذِكْرِ اللّٰهِ تَطْمَئِنُّ الْقُلُوْبُ یعنی جو لوگ کہ ایمان لائے ہیں اور اطمینان و قرار
پاتے ہیں دل اُنکے ذکر سے اللہ تعالیٰ کے آگاہ ہو کہ اللہ کے ذکر سے قرار پاتے ہیں

اہل ایمان کے دل پس جس کا نفس امارہ برکت سے ذکر الٰہی کی اپنی خواہش ولذات جسمانی ترک کر دیتا ہے وہ شخص بخطاب یَا أَیَّتُهَا النَّفْسُ الْمُطْمَئِنَّةُ ارْجِعِی إِلَى رَبِّكِ رَاضِیَةً مَّرْضِیَّةً فَادْخُلِی فِی عِبَادِی وَادْخُلِی جَنَّتِی سرفراز ہوتا ہے یعنی ای نفس قرار پائے ہوئے ایک حال پر واپس چل طرف اپنے رب کے درحالیکہ راضی ہے اور راضی کیا ہوا نعمتوں سے اُس کی پس داخل ہو میرے خاص بندوں میں اور داخل ہو میری جنت میں۔

ساتویں فصل زیارت قبور واستعانت و ایصال ثواب و عرس ودعا کے بیان میں

زیارت قبور کے متعلق چند مسائل مولانا شاہ عبدالعزیز صاحب رحمہ اللہ کے فتاوی سے منقول ہوئے ہیں جو بیان کئے جاتے ہیں چنانچہ تحریر فرماتے ہیں کہ ”انسان را بعد موت ادراک باقی میماند برین معنی شرع شریف و قواعد فلسفی اجماع دارند اما در شرع شریف پس عذاب قبر و تنعیم قبر بتواتر ثابت ست و تفصیل آن دفتر طویل میخواہد در کتاب شرح الصدور فی احوال الموتی والقبور کہ تصنیف شیخ جلال الدین سیوطی ست و دیگر کتب حدیث باید دید و در کتب کلامیہ اثبات عذاب قبر می نمایند حتی کہ بعض اہل کلام منکر آنرا کافر میدانند و عذاب و تنعیم بغیر ادراک و شعور نمی تواند شد و نیز در احادیث صحیحہ مشہورہ درباب زیارت قبور و سلام بر موتی و ہم کلامی آنہا کہ أَنْتُمْ سَلَفُنَا[1] وَنَحْنُ بِالْأَثَرِ وَإِنَّا إِنْ شَاءَ اللّٰهُ بِكُمْ لَاحِقُونَ ثابت ست و در بخاری و مسلم موجود ست کہ آنحضرت صلی اللہ تعالی علیہ وآلہ وسلم با شہدای بدر خطاب فرمودند هَلْ وَجَدْتُمْ مَا وَعَدَ رَبُّكُمْ حَقًّا[2] مردم عرض کردند یارسول اللہ أَتُكَلِّمُ مِنْ أَجْسَادٍ لَيْسَ فِيهَا أَرْوَاحٌ[3] فرمودند مَا أَنْتُمْ بِأَسْمَعَ مِنْهُمْ وَلٰكِنَّهُمْ لَا يُجِيبُونَ[4]

[1] یعنی تم لوگ ہم سے اول روانہ ہوئے ہو اور ہم تمہارے بعد پہنچنے والے ہیں رواہ الترمذی فی المشکوۃ ۱۲
[2] یعنی پایا تم نے تحقیق جو کہ وعدہ کیا تھا تمہارے رب نے ۱۲
[3] یعنی یارسول اللہ کلام فرماتے ہیں آپ ایسی لاشوں سے کہ اُن میں روح نہیں ہے
[4] یعنی نہیں ہو تم سننے والے زیادہ اُن سے لیکن وہ جواب نہیں دیتے ۱۲

در قرآن مجید ثابت ست وَلَا تَقُولُوا لِمَن يُقْتَلُ فِي سَبِيلِ اللَّهِ أَمْوَاتًا بَلْ أَحْيَاءٌ
عِندَ رَبِّهِمْ يُرْزَقُونَ فَرِحِينَ بِمَا آتَاهُمُ اللَّهُ مِن فَضْلِهِ بلکه از احوال پس ماندگان
خود هم خوشی و بشارت ثابت ست وَيَسْتَبْشِرُونَ بِالَّذِينَ لَمْ يَلْحَقُوا بِهِم مِّنْ خَلْفِهِمْ أَلَّا
خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُونَ بالجمله انکار شعور و ادراک اموات اگر کفر نباشد در الحاد بودن او شبه
نیست و اما قواعد فلسفیه پس بقاء روح بعد از مفارقت بدن و بقاء شعور و ادراک و لذت روحانی
مجمع علیه فلاسفه است الا جالینوس و لهذا او را در فلاسفه نشمرده اند پس ظاهر ست که بدن دائما
در تحلل ست و روح در شعور و ادراک دائما در ترقی ست پس مفارقت بدن در سلب ادراک و
شعور او چه قسم تاثیر تواند کرد **سوال** از انبیا علیهم الصلوة والسلام و اولیای کرام و شهدا و صلحای
عالی مقام بعد موت شان استمداد باین طور که یا فلان از حق تبارک و تعالی حاجت مرا بخواه
و شفیع من شو و دعای من بخواه درست ست یا نه **جواب** استمداد از اموات خواه نزدیک
قبور باشد یا غائبانه بی شبه بدعت ست در زمان صحابه و تابعین نبود لیکن اختلاف ست
دران که بدعت سیئه است یا حسنه و نیز حکم مختلف میشود باختلاف طرق استمداد اگر استمداد
باین طریق ست که در سوال مذکور ست پس ظاهرا جواز ست زیرا که درین صورت شرک نمی آید
مانند استمداد از صلحا بدعا و التجا در حال حیات و اگر بنوع دیگر ست پس حکم آن موافق آن
خواهد بود در حدیث برای روا شدن حاجت این قدر آمده است عن عثمان بن حنیف
رضی الله تعالی عنه قال ان[۵۳] رجلا ضریر البصر اتی النبی صلی الله علیه
وسلم فقال ادع الله ان یعافینی فقال ان شئت دعوت وان شئت
صبرت فهو خیر لك قال فادعه قال فامره ان یتوضأ فیحسن الوضوء ویدعو بهذا الدعاء
اللهم انی اسالك واتوجه الیك بنبیك محمد نبی الرحمة یا محمد انی توجهت بك الی ربی لیقضی لی حاجتی
هذه اللهم فشفعه فی رواه الترمذی وكذا فی المشكوة **سوال** کسی صاحب باطن یا صاحب کشف بر قبور

[۵۱] یعنی نه کهو ان لوگوں کو کہ قتل کیے گئے اللہ کی راہ میں کہ وہ مرتے ہیں بلکہ وہ زندہ ہیں نزدیک اللہ تعالی کے رزق دیے
جاتے ہیں اور خوش ہیں ساتھ اس چیز کے کہ دیا ہے انکو اللہ تعالی نے اپنے فضل سے ۱۲
[۵۲] یعنی خوش ہوتے ہیں ساتھ ان لوگوں کے جو کہ نہ ملے ہیں ان سے کہ نہ خوف ہے ان پر اور نہ وہ غمگین ہوں گے ۱۲

[۵۳] یعنی ایک آدمی نابینا نزدیک نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے آیا اور عرض کی کہ آپ دعا کیجئے کہ اللہ تعالی مجھ کو عافیت دے فرمایا آپ نے اگر تو چاہے دعا کروں اور اگر تو صبر کرے تو یہ بہتر ہے تیرے واسطے عرض کی پس دعا کیجئے پس حکم فرمایا کہ وضو کرے پس اچھا کرے وضو اور دعا کرے یہ دعا کہ الہی بیشک سوال کرتا ہوں میں تجھ سے اور متوجہ ہوتا ہوں طرف تیری بواسطہ نبی تیرے کے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے جو نبی رحمة للعالمین ہیں ای محمد بیشک میں متوجہ ہوتا ہوں بوسیلہ آپ کے طرف اپنے رب کے تاکہ پوری کرے میری یہ حاجت الہی پس شفیع بنا ان کو میرے کام میں ۱۲

بایشان مراقب شدہ چیزے از باطن اخذ میتواند نمود یا نہ **جواب** میتواند نمود **سوال** بر قبر آب پاشی کردن و گل و دیگر خوشبو نہادن درست ست یا نہ و ازان سرور میت را رسد یا نہ *

جواب آب پاشی کردن بر قبور بعد از دفن آن است لیکن بعد از طول مدت نیامدہ اما اگر قبر خام باشد برائے استحکام آن یا پاک کردن قبر از نجاست جانوران چرندہ و پرندہ باشد مضائقہ ندارد و الا بدعت ست و نہادن خوشبو و گل ماخوذ از سنت کہ کفن میت را بہ خوشبو کافور و دیگر چیزہا ازین جنس مثل حنوط یعنی ارگجہ آمدہ است و حال آنکہ میت در قبر ست این چیزہا بر قبر می نہند تا مشابہت بمیت تازہ بہم رسد محتمل ست کہ ازین نہادن خوشبو سرور بمیت میرسد زیرا کہ درینحالت روح بسیار متلذذ باستعمال خوشبو میشود و روح باقی ست ہر چند آلۂ وصول خوشبو بروح در حالت زندگی کہ قوت شامہ ہست مفقود ست اما قیاسًا بر لذات کہ میت را میرسد بعد موت از روی شرع شریف ثابت ست یعنی لذت ہائی آن عالم کہ در احادیث صحیحہ آمدہ است فیاتیہ[1] من روحہا و طیبہا و در حق شہدا در قرآن مجید وارد ست یرزقون فرحین[2] اثبات می توان نمود **سوال** تعین و تقرر یک روز بعد سالی بنا بر زیارت قبور بزرگان جائز ست یا نہ **جواب** رفتن بر قبور بعد سالی یک روز معین کردہ سہ صورت ست اول آنکہ یک روز معین نمودہ یک شخص یا دو شخص بغیر ہیئت اجتماعیہ مردمان کثیر بر قبور محض بنا بر زیارت و استغفار روند این قدر از روی روایت ثابت ست و در تفسیر **در منثور** نقل نمودہ کہ ہر سر سال آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بر مقابر تشریف میبردند و دعا برائی مغفرت اہل قبور می نمودند این قدر ثابت و مستحب ست دوم آنکہ بہیئت اجتماعیہ مردمان کثیر جمع شوند و ختم کلام اللہ کنند و فاتحہ بر شیرینی یا طعام نمودہ تقسیم درمیان حاضران نمایند این قسم معمول در زمان پیغمبر خدا و خلفای راشدین نبود اگر کسے این طور کند باک نیست زیرا کہ درین قسم قبح نیست بلکہ فائدہ احیا و اموات را حاصل میشود سوم طور جمع شدن بر قبور این ست کہ مردمان یک روز معین

---

[1] یعنی پس آتی ہے اس شخص کو راحت سے جنت کی اور خوشبو سے جنت کی ۱۲

[2] یعنی رزق دئے جاتے ہیں اور خوش ہیں ۱۲

نمودہ ولباس ہائی فاخرہ ونفیس پوشیدہ مثل روز عید شادمان شدہ بر قبرہا جمع میشوند ورقص
ومزامیر ودیگر بدعات ممنوعہ مثل سجود برای قبور وطواف کردن قبور می نمایند این قسم حرام و
ممنوع است بلکہ بعضے بحد کفر میرسند وہمین ست محل این دو حدیث لا تجعلوا قبری عیدا
چنانچہ در مشکوۃ موجود ست و اللہم لا تجعل قبری وثنا یعبد انہم در مشکوۃ است ایضاً اشعۃ
بارواح دریں امت بسیار بوقوع آمدہ وآنچہ جہال وعوام ایہام می کنند ایشان را در ہر عمل
مستقل دانستہ اند بلاشبہ شرک جلی ست و نذر اولیا کہ برای قضای حوائج معمول ومرسوم ست
اکثر فقہا بحقیقت آنہا پی نبردہ اند وآنرا بر نذر خدا قیاس کردہ حکم بردت برآوردہ اند اگر نذر
بالاستقلال برای آن ولی ست باطل و اگر برای خدا است وذکر ولی برای بیان مصرف
است صحیح ست لیکن حقیقت این نذر آنست کہ اہدای ثواب طعام وانفاق وبذل مال
بروح میت کہ امر یست مسنون واز روی احادیث صحیحہ ثابت ست مثل ما ورد فی الصحیحین
من حال ام سعد وغیرہ این نذر مستلزم میشود پس حاصل این نذر آنست کہ آن نسبت مثلاً
اہدأ ثواب ہذا القدر الی روح فلان وذکر ولی برای تعیین عمل منذور ست نہ برای مصرف
ومصرف این نذر نزد ایشان متوسلان آن ولی می باشند از اقارب وخدمہ وہم طریقان
وامثال ذلک وہمین ست مقصود نذر کنندگان بلاشبہ وحکمہ[1] انہ صحیح یجب الوفاء لانہ قربۃ
معتبرۃ فی الشرع آری اگر آن ولی را حلال مشکلات بالاستقلال یا شفیع غالب اعتقاد میکنند
این عقیدہ منجر بشرک وفساد میگردد لیکن این عقیدہ چیزی دیگر ست ونذر چیزے دیگر انتہی"
واضح ہو کہ معنی لفظ نذر کے غیاث اللغات میں سوائے اصطلاح شرع کے ہدیہ اور تحفہ
بھی لکھے ہیں عبارت غیاث کی یہ ہے" نذر بفتح نون وسکون ذال پیمان وآنچہ بر خود واجب
گردانند مثل روزہ وصدقہ برای خدا تعالی وطعام فاتحہ روح بزرگان وآنچہ از نقد وجنس
پیش امرا وسلاطین گذرانیدہ ملاقات کنند" اور متن حدیث موصوف ابوداؤد نے
کتاب الزکوۃ میں اس طرح روایت کی ہے عن سعد ابن عبادۃ انہ قال یا رسول

[1] یعنی حکم اس کا یہ ہے کہ بیشک وہ نذر صحیح ہے واجب ہے ادا کرنا اس کا اسواسطے کہ وہ عبادت ہے کہ معتبر ہے شرع شریف میں ۱۲

اللہ ان ام سعد ماتت فای الصدقۃ افضل قال الماء فحفر بیرا وقال ھذہ لام سعد یعنی سعد بن عبادہ نے عرض کی یارسول اللہ سعد کی ماں کا انتقال ہوا پس کونسا صدقہ بہتر ہے پس سید العالمین صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ پانی ہے پس سعد نے کنواں کھود کر کہا کہ اس کا ثواب واسطے والدہ سعد کے ہے۔

آٹھویں فصل انبیا علیہم السلام کے معجزات اور اولیا اللہ کی کرامات اور عبادت الٰہی اور اتباع شریعت کے بیان میں

واضح ہو کہ معجزات انبیا علیہ السلام قرآن مجید سے ثابت ہیں ایسا ہی کرامات اولیا کا ثبوت بھی نصوص قرآنی سے مدلل ہے قال اللہ تعالیٰ كُلَّمَا دَخَلَ عَلَيْهَا زَكَرِيَّا الْمِحْرَابَ وَجَدَ عِنْدَهَا رِزْقًا قَالَ يَا مَرْيَمُ أَنَّى لَكِ هَٰذَا قَالَتْ هُوَ مِنْ عِنْدِ اللَّهِ یعنی جس وقت داخل ہوتے بی بی مریم کے پاس زکریا علیہ السلام پاتے نزدیک اُنکے رزق یعنی میوہ بے موسم کہا زکریا علیہ السلام نے ای مریم کہاں سے ملا تم کو یہ میوہ کہا بی بی مریم نے کہ وہ اللہ کے نزدیک سے ہے اور سلیمان علیہ السلام کے احوال میں ارشاد ہوا قَالَ الَّذِي عِنْدَهُ عِلْمٌ مِنَ الْكِتَابِ أَنَا آتِيكَ بِهِ قَبْلَ أَنْ يَرْتَدَّ إِلَيْكَ طَرْفُكَ یعنی کہا آصف بن برخیا وزیر نے سلیمان علیہ السلام کے اُن کے نزدیک علم تھا کتاب آسمانی کا کہ میں لا دیتا ہوں تخت بلقیس کو تمھارے پاس اول اس سے کہ پھرے آنکھ آپکی لہذا مذہب اہل سنت میں اجماع علما اسپر منعقد ہے کہ اولیائی اُمت سے کرامات صادر ہوتی ہیں کرامت ولی کی پر تو معجزات نبی اس اُمت کی ہے عن ابی ھریرۃ رض قال قال رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم ان اللہ تعالیٰ قال من عادی لی ولیا فقد اذنتہ بالحرب وما تقرب الی عبدی بشئ احب الی مما افترضتہ علیہ وما یزال عبدی یتقرب الی بالنوافل حتے احبہ فاذا احببتہ کنت سمعہ الذی یسمع بہ وبصرہ الذی یبصر بہ ویدہ التی یبطش بھا ورجلہ التی یمشی بھا ولئن سالنی لاعطینہ ولئن استعاذنی لاعیذنہ رواہ البخاری کما فی المشکوۃ فی باب ذکر اللہ یعنی جو کوئی عداوت کرے میرے

ولی کی پس بیشک خبردار کرتا ہوں میں اُس کو جنگ سے اور نہ حاصل کیا قرب میرا میرے
بندے نے کسی چیز سے دوست تر زیادہ طرف میری اُس چیز سے کہ فرض کی میں نے
وہ عبادت اُس پر اور ہمیشہ میرا بندہ قرب چاہتا ہے میرا نوافل کے ساتھ تاکہ دوست رکھتا ہوں
میں اسکو پس جب دوست رکھتا ہوں میں اُس کو ہوتا ہوں میں شنوائی اُس کی کہ سنتا ہے
اُس سے اور بینائی اس کی کہ دیکھتا ہے اُس سے اور ہاتھ اُس کا کہ پکڑتا ہے اُس سے
اور پاؤں اُس کا کہ چلتا ہے اس سے اور اگر سوال کرتا ہے مجھسے البتہ دیتا ہوں میں اُس کو اور اگر پناہ
مانگتا ہے مجھ سے البتہ پناہ دیتا ہوں میں اُسکو اور عقائد نسفی و تکمیل الایمان وغیرہ
میں مندرج ہے کہ کراماتِ اولیاء حق پس معجزات انبیاء کے اور اصحاب و اہل بیت و اولیا
کی کرامات مفصل کتب حدیث اور علم سیر اور تاریخ کے دیکھنے سے معلوم ہوتی ہیں باوجودیکہ
انبیاء و اولیا کے واسطے اللہ تعالیٰ کے نزدیک مراتب عالی مقرر ہیں چنانچہ مشکوٰۃ میں ابو ہریرہؓ
سے مروی ہے قال رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم رب اشعث اغبر مدفوع بالابواب لو
اقسم علے اللہ لابرہ رواہ احمد و مسلم و الترمذی یعنی بہت پراگندہ بال سر کے گرد آلود
کہ نکالا جاوے دروازوں سے اگر قسم کھاوے اللہ تعالیٰ پر البتہ صادق کرے اللہ تعالیٰ
اُس کو یعنی وہ کہے واللہ ایسا ہوگا یا قسم دے اللہ کو کہ ایسا کرے ویسا ہی ظہور میں آوے

چوں از و گشتی ہمہ چیز از تو گشت	چوں از و گشتی ہمہ چیز از تو گشت

یعنی جب تو اللہ تعالیٰ کا مطیع ہو گیا سب جہان تیرا تابع ہو گیا جب تو اُس کی اطاعت
سے پھر گیا تو سب مخلوق تیری اطاعت سے پھر گئی۔ لیکن بجالانے کو عبادتِ الٰہی کے
انبیاء و اولیا اپنا فخر و کمال سمجھتے ہیں اور سوائے عبادات الٰہی کے دوسرے کاموں میں
اُن کو قرار و آرام نہیں چنانچہ فرمایا سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے حبب الیّ الطیب والنساء
وقرۃ عینی فی الصلوٰۃ رواہ احمد و النسائی عن انسؓ کما فی المشکوٰۃ فی باب فضل الفقراء یعنی پسند ہے
مجکو خوشبو اور عورتیں اور مقرر ہوئی خوشدلی میری نماز میں پس جو لوگ اللہ تعالیٰ کے زیادہ
مقرب ہیں سب سے زیادہ عبادت میں مشغول رہتے ہیں چنانچہ عقائد نسفی میں لکھا ہے

لا یصل العبد الی حیث یسقط عنہ الامر والنھی یعنی پونہچتا نہیں بندہ یہاں تک کہ معاف ہوجاوے اُس سے عمل کرنا احکام امرونہی پر اللہ تعالےٰ کے پس جو لوگ کہ نماز و روزہ ترک کرتے ہیں اور خلاف شریعت عمل کرتے ہیں مثل ریش تراشی اور نشہ کی چیزوں کا استعمال کرنا کسی اولیائی کاملین میں سے ایک نے بھی ایسے کاموں کی اجازت نہیں دی اتفاقاً مجذوبوں سے یا اہل سکر سے اگر خلاف شریعت کوئی بات ہوجاتی ہے اُنکے اقوال وافعال دستاویز نہیں ہو سکتے لیکن طعن کرنا اولیا اللہ پر کمال بےادبی ہے کوئی ادنی شخص بھی اہل اسلام سے اگر کلام نامناسب کہے تو حتی الامکان اُس کی تاویل ضرور ہے ملا علی قاری نے شرح فقہ اکبر میں لکھا ہے وقد ذکروا ان المسئلۃ المتعلقۃ بالکفر اذا کان لھا تسع وتسعون احتمالا للکفر واحتمال واحد فی نفیہ فالاولی للمفتی والقاضی ان یعمل بالاحتمال النافی لان الخطاء فی ابقاء الف کافر اھون من الخطاء فی افناء مسلم واحد وفی المسئلۃ المذکورۃ تصریح بانہ یقبل من صاحبھا التاویل یعنی علما نے ذکر کیا ہے کہ جو مسئلہ کفر سے متعلق ہو جسمیں ہوں واسطے اُسکے ایک کم سو احتمال کفر کے اور ایک احتمال عدم کفر کا پس بہتر واسطے مفتی اور قاضی کے یہ ہے کہ عمل کرے احتمال عدم کفر پر اسواسطے کہ خطا باقی رکھنے میں ہزار کافروں کی آسان ہے خطا سے فنا کرنے میں ایک مسلمان کے اور مسئلہ مذکورہ میں اللہ تعالی نے ہمکو اسی طرح تعلیم فرمایا ہے والذین جاؤا من بعدھم یقولون ربنا اغفرلنا ولاخواننا الذین سبقونا بالایمان یعنی اور وہ لوگ کہ آئے ہیں بعد مہاجرین اولین اور انصار کے کہتے ہیں اے رب ہمارے معاف کردے ہمارے گناہوں کو اور ہمارے بھائیوں کے گناہوں کو جو کہ اول ہم سے گذرے ہیں ساتھ ایمان کے یعنی مومنین کے مغفرت طلب کرنا چاہیئے اُن کو کافر مشرک فاسق کہنے سے زبان کو پاک رکھنا ضرور ہے پس اہل اللہ کے بعضے کلام اگر سمجھ مین نہ آویں تو اُن پر اعتراض کرنا نہ چاہیئے مثلاً اشعار دیوان حافظ کے معنی ظاہری مقصود نہیں تاویلات اسکی شارحین نے لکھی ہیں اصطلاحات صوفیہ علحدہ مقرر ہیں جیساکہ ہر ایک علم میں الفاظ مصطلحہ کے

معانی سوای معنی لغوی کے مقرر کر لیتے ہیں مثلاً اہل صرف صحیح اُس لفظ کو کہتے ہیں جسمیں کوئی حرف علت نہ ہو اور اہل نحو صحیح اُس لفظ کو کہتے ہیں جس کے آخر میں حرفِ علت نہو صرفیوں کے نزدیک زید صحیح نہیں اور نحوی اسکو صحیح کہتے ہیں اور اہل حدیث بشرائط مخصوص باصطلاحات مقررہ جو حدیث ہو اُسکو صحیح کہتے ہیں حدیث حسن یا ضعیف کو صحیح نہیں کہتے اور قاریوں کے مخارج مقررہ کے موافق جو حرف ادا ہو وہ اُس کو صحیح کہتے ہیں اور اہل لغت کی اِصطلاح میں جس لفظ کا اعراب اور ترتیب حروف برابر ہو اُس کو صحیح سمجھتے ہیں جو اسکے خلاف ہو اُس کو غلط کہتے ہیں اور طبیب تندرست کو صحیح اور بیمار کو علیل کہتے ہیں حاصل یہ ہے کہ بغیر واقف ہونے اصطلاح قوم کے صرف از روی معنی لغوی اعتراض کرنا خلافِ عقل ہے۔ واضح ہو کہ علامات اور صفات اولیا کی اتباع شریعت و خلوص نیت و تقوی و عزیمت و کثرتِ عبادت و ذکر و شغل و محویت و استغراق و تواضع و عدم توجہ بطرف دنیا و کمال خوف خلاق اکبر و صبر و توکل و حسن اخلاق وغیرہ اُمور ہیں اور پر تو سے اتباع انبیا کے بمضمون رَبِّ اشْرَحْ لِی صَدْرِی والم نشرح لك صدرك انشراح صدر عارفین کا علوم باطن و ظاہر سے ہونا ہے اظہار کشف و کرامت و خرق عادات ثبوت ولایت کیواسطے کچھ ضروری نہیں ضروری اُمور یہی ہیں جو مختصر مذکور ہوئے پس جس شخص سے کہ خرق عادات و کشف و کرامت ظاہر ہوا اور علامات مذکورہ موجود نہ ہوں اُس کی ولایت کا یقین نہیں ہو سکتا خرق عادات سوائی اہل اسلام کے دوسرے مذہب والوں سے بھی صادر ہونا ممکن ہے سونے اور پیتل میں تمیز ہونا بغیر معیار شریعت کے مشکل ہے لیکن بلا غور و تامل اہل طریقت پر طعن کرنا موجب خطر دارین ہے۔

سورۂ طٰہٰ

کار پاکان را قیاس از خود مگیر	گرچہ ماند در نوشتن شیر شیر
آن یکے شیر است کادم میخورد	آن یکے شیرست کادم میخورد
گفت اینک ما بشر ایشان بشر	ما و ایشان بستۂ خوابیم و خور
ہمسری با انبیا برداشتند	اولیا را مثلِ خود پنداشتند

این ندانستند ایشان از عما	درمیان فرقے بود بے منتہا
ہر دو گون آہو گیا خوردند آب	زین یکے سرگین شد و زان مشک ناب
ہر دو نی خوردند از یک آب خور	آن یکے خالی و از دیگر شکر
این خورد زاید ہمہ بخل و حسد	وان خورد آید ہمہ عشق احد
ہر دو صورت گر بہم ماند رواست	آب شور و آب شیرین را صفات
جز کہ صاحب ذوق نشناسد بیاب	او شناسد آب خوش از شور آب

نوین فصل انبیا و اولیا کی شفاعت کے بیان میں

واضح ہو کہ شفاعت رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ وسلم کی سب اہل اسلام امید قوی رکھتے ہیں قال اللہ تعالی وَلَسَوْفَ يُعْطِيكَ رَبُّكَ فَتَرْضَىٰ یعنی البتہ دیگا تم کو اللہ تعالے پس راضی ہو گے تم وَاسْتَغْفِرْ لِذَنبِكَ وَلِلْمُؤْمِنِينَ وَالْمُؤْمِنَاتِ یعنی معافی چاہو واسطے گناہون اپنے اور مومنین و مومنات کے وَلَوْ أَنَّهُمْ إِذ ظَّلَمُوا أَنفُسَهُمْ جَاءُوكَ فَاسْتَغْفَرُوا اللَّهَ وَاسْتَغْفَرَ لَهُمُ الرَّسُولُ لَوَجَدُوا اللَّهَ تَوَّابًا رَّحِيمًا یعنی اور اگر وہ لوگ جبکہ ظلم کرین اپنی ذاتون پر پس مغفرت چاہیں اللہ سے اور مغفرت چاہے واسطے اُنکے رسول البتہ پائیں گے اللہ تعالی کو توبہ قبول کرنے والا رحم کرنے والا اور حدیث شریف شفاعتی لاھل الکبائر من امتی مشکوۃ میں بحوالہ ابی داود و ترمذی و ابن ماجہ وارد ہی یعنی شفاعت میری ثابت و مقرر ہی واسطے گناہگاران کبائر کے میری اُمت سے بلکہ سب صحاح ستہ وغیرہ میں احادیث شفاعت موجود ہیں اور متواتر بالمعنی ہیں اور ارشاد ارحم الراحمین کا ہی ان اللہ لا یخلف المیعاد یعنی اللہ تعالی خلاف وعدہ نہیں کرتا جمیع اہل سنت کا یہ عقیدہ ہی اور اجماع اِس پر منعقد ہی اور پیران کبار کہ علما ظاہر و باطن ہیں اُنکا شفاعت کرنا بوسیلہ حضرت شفیع المذنبین صلی اللہ علیہ وسلم کے ثابت ہی اِسواسطے اُنکے سلسلہ کا حاصل کرنا کمال سعادت ہی۔

بدور السافرہ میں شیخ جلال الدین سیوطی نے بحوالہ ابن ماجہ و بیہقی نقل کیا ہی عن عثمان

ابن عفان رض عن النبی صلے اللہ علیہ وسلم قال یشفع یوم القیامۃ الانبیاء ثم العلماء ثم الشہداء یعنی شفاعت کرینگے قیامت کے دن انبیا بعد اونکے علما پھر شہدا۔ واخرج الترمذی والحاکم وصححاہ والبیہقی عن ابی عبداللہ ابن ابی الجدعاء قال سمعت رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم یقول لید خلن الجنہ بشفاعۃ رجل من امتی اکثر من بنی تمیم قالو سواک یا رسول اللہ قال سوای یعنی سنا مین نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ فرماتے تھے البتہ داخل ہونگے بسبب شفاعت ایک شخص کے میری امت سے زیادہ لوگ بنی تمیم سے عرض کی اصحاب نے سوائے آپ کے یا رسول اللہ فرمایا حضرت نے سوائے میرے واخرج الحاکم وصححہ البیہقی عن الحرب بن قیس قال قال رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم ان من امتی من ید خل الجنۃ بشفاعتہ اکثر من مضر یعنی بیشک میری امت سے ایک شخص ہوگا کہ داخل ہونگے شفاعت سے اوسکی جنت مین اکثر قبیلہ مضر سے۔

دسوین فصل انبیا اور اولیاء کے آداب اور تبرکات کے بیان مین

انبیا اور اولیا کے تبرکات کی شرط آداب وتعظیم ضرور ہے قال اللہ تعالی وَقَالَ لَهُمْ نَبِيُّهُمْ إِنَّ آيَةَ مُلْكِهِ أَنْ يَأْتِيَكُمُ التَّابُوتُ فِيهِ سَكِينَةٌ مِنْ رَبِّكُمْ وَبَقِيَّةٌ مِمَّا تَرَكَ آلُ مُوسَى وَآلُ هَارُونَ تَحْمِلُهُ الْمَلَائِكَةُ یعنی کہا اونکے نبی نے بیشک نشانی بادشاہی طالوت کی یہ ہے کہ آئیگا تمہارے پاس صندوق توریۃ کا جو کہ موسی علیہ السلام بوقت جنگ دشمن کے اوسکو پیش کرتے پس تسکین ہوتی دلونکو بنی اسرائیل کے اور نہ بھاگتے جنگ سے اوسمین تسکین واطمینان تھی طرف سے تمہارے رب کے اور باقی تھے تبرکات یعنی الواح توریۃ کے اور عصا موسی علیہ السلام کا اور لباس اونکا اور عمامہ ہارون علیہ السلام کا (سورۂ بقرہ)

جوکہ چہوڑ گئے تہے موسی علیہ السلام و ہارون علیہ السلام اوٹہا لاینگے اوسکو فرشتے اوٹہالیا تہا اللہ تعالی نے اوس صندوق کو بعد موسی علیہ السلام کے پس لائے اوسکو فرشتے اور بنی اسرائیل دیکہتے تہے اوس صندوق کو ایساہی **تفسیر مدارک** مین لکہاہی اور یوسف علیہ السلام کا قول جو نقل ہوا ہے اِذْهَبُوا بِقَمِيصِي هَٰذَا فَأَلْقُوهُ عَلَىٰ وَجْهِ أَبِي يَأْتِ بَصِيرًا سورۂ یوسف **معالم التنزیل** کی روایت کا ترجمہ یہ ہے کہ لیجاؤ یہ پیرہن میرا پس ڈالو منہ پر میرے والد کے آوینگے بینا ہوکر یعنی حکم پہنچایا جبرئیل علیہ السلام نے یوسف علیہ السلام کو کہ بہیج طرف اپنے والد کے پیرہن اپنا اور تہا وہ پیرہن حضرت ابراہیم علیہ السلام کا جسوقت نکالا گیا تہا لباس اونکا اور ڈالے گئے تہے آگ مین بغیر لباس کے پس لائے تہے جبرئیل علیہ السلام وہ پیرہن حریر جنت کا اور پہنایا تہا اونکو وہی پیرہن موجود تہا حضرت ابراہیم علیہ السلام کے پاس پس جب وہ وفات پاگئے وارث ہوے اسحق علیہ السلام پہر بعد وفات اونکے وارث ہوئے یعقوب علیہ السلام پس جب صاحب ہوش ہوئے یوسف علیہ السلام رکہا یعقوب علیہ السلام نے وہ پیرہن ایک نلی مین اور ڈالا اونکے گلے مین کہ خوف رکہتے تہے نظر بد سے اور نہ جدا کرتے تہے اونکو پس جب ڈالے گئے کنوین مین بغیر لباس کے آئے وہان جبرئیل علیہ السلام اور کہولا اوس تعویذ کو اور پیرہن نکالکر یوسف علیہ السلام کو پہنا دیا اب اسوقت آئے جبرئیل علیہ السلام یوسف علیہ السلام کے پاس اور کہا جبرئیل نے کہ بہیجدو یہ پیرہن نزدیک اپنے والد کے پہونچے گی اوس سے ہوا جنت کی نہین پہونچتی ہے وہ ہوا بیمار پر مگر وہ تندرست ہوجاتا ہے پس دیا یوسف علیہ السلام نے وہ پیرہن بہائیو نکو اور فرمایا ڈالو منہ پر میرے والد کے آئینگے بینا ہوکر اور **مشکوۃ** مین بحدیث صحیحین روایت ہے کہ حضرت سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم نے حجۃ الوداع مین موے شریف سر مبارک سے جدا فرماکر درمیان اصحاب کے تقسیم فرمائے پس وہ تبرکات بابرکات

ابتک دنیا مین ظاہر موجود ہین اور مشکوٰۃ مین بحوالہ بخاری کتاب الطب والرقی مین روایت ہے کہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا کے پاس ڈبیہ مین موئے مبارک حضرت سید العالمین ہ کے تھے واسطے شفائے چشم زخم وغیرہ کے پانی مین دہوکر پلاتی تہین اور چادر مبارک صلہ مین قصیدہ بانت سعاد کے کعب بن زہیر رض کو حضرت ہ نے عنایت فرمائی تہی اوسکو بعوض دس ہزار درہم معاویہ رض نے اونسے مانگی لیکن اونہون نے اوس تبرک کے دینے سے انکار کیا بعد رحلت اونکے بعوض بیس ہزار درہم کے اونکی اولاد سے معاویہ رض نے لی کذافی مدارج النبوۃ وغیرہا اور مشکوٰۃ کے باب لباس مین وارد ہے عن اسماء بنت ابی بکر رضی اللہ عنہما انہا اخرجت جبة طیالسة کسروانیة لہا لبنة دیباج وفرجیہا مکفوفین بالدیباج وقالت ہذہ جبة رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کانت عند عائشة فلما قبضت قبضتہا وکان النبی صلی اللہ علیہ وسلم یلبسہا فنحن نغسلہا للمرضی نستشفی بہا رواہ مسلم یعنی نکالا اسماء بنت ابی بکر رضی اللہ عنہا نے ایک جبہ کہ اوسکو طیالسہ کسروانیہ کہتے ہتے اوسکی جیب اور اطراف سنجاف دار پارچہ دیبا سے تہے اور کہا اسماء رض نے کہ یہ جبہ ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا جو کہ موجود تہا ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس بعد وفات اونکے لیا مین نے وہ جبہ اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم پہنتے تہے اوسکو پس ہم دہوتے ہین اسکو واسطے بیمارون کے شفا طلب کرتے ہین ہم برکت سے اوسکی اور تبرکات خاص سے حضرت سید العالمین ہ کے قرآن مجید اور اہل بیت شریف ہین کہ قیامت تک ان دونو کے انوار ہدایت درخشان ہین حسب الارشاد مبارک خاتم النبیین ہ کے جو مشکوٰۃ مین بحوالہ صحیح مسلم زید ابن ارقم کی روایت سے مناقب اہلبیت مین وارد ہے انا تارك فیکم الثقلین اولہما کتب اللہ فیہ الہدی والنور فخذوا بکتاب اللہ واستمسکوا بہ فحث علی کتاب اللہ ورغب فیہ ثم قال واہل بیتی اذکرکم اللہ فی اہل بیتی یعنی مین چہوڑتا ہون تم لوگونمین دو چیزین گران بار نفیس اول اون مین

قرآن مجید ہے کہ اوسمین ہدایت اور نور ہے پس عمل کرو قرآن مجید پر اور دستاویز بناؤ اوسکو پس
تاکید فرمائی واسطے قرآن مجید کے اور رغبت دلائی عمل کرنے پر اوسکے احکام کے پہر فرمایا حضرت ؐ نے یاد دہی
کرتا ہون مین تم کو خوف الٰہی کی میری اہل بیت کیواسطے یعنی محبت وتعظیم وآداب بجالانے کا خیال
رکہو اور تبرکات خاص سے حضرت سید العالمین ؐ کے علوم ظاہر و باطن ہین جو بذریعۂ اصحاب
اہلبیت کے امت مرحومہ کو پہونچے ہین اور حضرت ؐ کا ارشاد ہوا ہے ان العلماء ھم ورثة الانبیاء
رواہ البخاری فی کتاب العلم یعنی بیشک علما امت محمدی کے وارث ہین پیغمبرون کے اسواسطے
کہ نبوت ختم ہوئی اور حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو دوجہان کا سردار اللہ تعالیٰ نے بنایا باوجود اسکے
حضرت تواضع بدرجہ کمال منظور نظر رکہتے چنانچہ وَاِنَّكَ لَعَلٰى خُلُقٍ عَظِيْمٍ اللہ سبحانہ نے فرمایا یعنے بیشک (سورۂ نون)
تم اخلاق عظیم رکہتے ہو لیکن مومنین کو تعظیم وآداب سید الاولین والاخرین خود اللہ تعالیٰ نے تعلیم
فرمایا پس انبیا اور اولیاء کے اداب وتعظیم اہل اسلام پر فرض عین ہے چنانچہ حق جل وعلا نے
اپنے حبیب پاک کا ادب اس طرح ارشاد کیا يَا اَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَرْفَعُوْٓا اَصْوَاتَكُمْ فَوْقَ صَوْتِ (سورۂ حجرات)
النَّبِيِّ وَلَا تَجْهَرُوْا لَهٗ بِالْقَوْلِ كَجَهْرِ بَعْضِكُمْ لِبَعْضٍ اَنْ تَحْبَطَ اَعْمَالُكُمْ یعنی اے اہل ایمان
بلند نہ کرو آواز تمہاری آواز پر نبی ؐ کے اور نہ بلند کرو آواز گفتگو مین مانند بلند آواز کرنے بعضے
تمہارے کے بعضے کو کہ ناچیز عمل تمہارے ہونگے اور یہی حکم جاری ہوا اِنَّآ اَرْسَلْنٰكَ شَاهِدًا وَّمُبَشِّرًا (سورۂ فتح)
وَّنَذِيْرًا لِّتُؤْمِنُوْا بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَتُعَزِّرُوْهُ وَتُوَقِّرُوْهُ یعنی بہیجا ہمنے رسول کو شاہد عمل امت پر اور بشارت دینے
والے اور ڈرانیوالے تاکہ ایمان لاؤ تم اللہ پر اور رسول پر اوسکے اور مدد کرو رسول کی اور تعظیم کرو
رسول کی کما فی معالم التنزیل باوجود اس رتبہ کے حضرت سید العالمین نے واحشرنی فی زمرة المساکین
جو دعا کی یعنی حشر کر میرا گروہ مساکین مین جائے کمال فخر گروہ مساکین کی ہو گئی اگر واحشر المساکین
فی زمرتی دعا کرتے یعنی حشر کر مساکین کا میرے گروہ مین تو بہی مساکین کی سعادت کو کافی تہی

بعد سرور عالم م کے تعظیم اصحاب واہلبیت واولیاء اللہ وعلماء اہل اللہ کی ضرور ہے چنانچہ حدیث قدسی من عادی لی ولیا فقد اٰذنته بالحرب بروایت بخاری مذکور ہوئی یعنی جو کہ عداوت کری میرے ولی کی پس بیشک خبردار کرتا ہو نمین اوسکو جنگ سے لیکن افراط وتفریط بہتر نہین چنانچہ سجدہ کرنا ماسوی اللہ کا خواہ انبیا یا اولیا یا سلاطین ہون یا سجدہ اونکی قبور کا شریعت مصطفوی مین جائز نہین قال اللہ تعالے لا تسجدوا للشمس ولا للقمر واسجدوا للہ الذی خلقھن یعنی نہ سجدہ کرو تم آفتاب اور چاند کو اور سجدہ کرو اللہ کو ایسا کہ پیدا کیا ہے اونکو شاہ عبد العزیز صاحب رح نے حال منسوخ ہونے سجدہ تحیت کا احادیث متواتر المعنی سے تفسیر سورۂ بقرہ مین لکھا ہو اور حرمین شریفین مین بہی سجدۂ قبور کی ممانعت مشہور ہی لیکن قدمبوسی کا جواز اس حدیث مشکوۃ سے معلوم ہوتا ہے عن زارع وکان فی وفد عبد القیس قال لما قدمنا المدینۃ فجعلنا نتبادر من رواحلنا فنقبل ید رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم ورجلہ رواہ ابوداؤد یعنی روایت ہے زارع رضی اللہ عنہ سے کہ وہ حاضر ہوئے تہے قافلہ عبد القیس مین کہا زارع رضی اللہ عنہ نے کہ جب وارد ہوئے ہم لوگ مدینہ منورہ مین پس جلد اترنے لگے ہم سواریونسے پس بوسہ دیتے تہے ہم دست مبارک کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اور قدم شریف کو

گیارہوین فصل تصور صورت مرشد برائے دفع خطرات وفضیلت اعتقاد ومحبت باولیاء وانبیاء

بزرگان صوفیہ نے واسطے دفع خطرات دنیوی کے مرشد کی صورت کو اپنے خیال مین رکھنا تجویز فرمایا ہے یعنی مرشد کو مرید اپنا وسیلہ اور واسطہ فیض کا تصور کرے کہ اللہ تعالی کا فیض مرشد کے دل مبارک پر آتا ہے وہانسے میرے دل پر آتا ہی چنانچہ شاہ ولی اللہ صاحب نے

قول الجمیل مین لکھا ہے اذا غاب الشیخ عنه یخیل صورته بین عینیه بوصف المحبة والتعظیم فتفید
ماتفید صحبته یعنی جب مرشد اوسکے پاس نہو تو اوسکی صورت اپنی آنکھو نمین خیال کرتا رہے بطریق
محبت و تعظیم کے تو اوسکی خیالی صورت وہ فائدہ دیگی جو اوسکی صحبت فائدہ دیتی ہو پس سمجھنا چاہئے
کہ اکثر خیالات آدمی کے اپنے اپنے محبوب و مطلوب کی طرف اور اپنے اپنے کامو نمین رہتے
ہین کسی کا خیال تلاش معاش مین رہتا ہو کسی کا خیال بچون اور عورتو نمین اور مال و اسباب
مین رہتا ہے کوئی آدمی فکر شراب و زنا وغیرہ ممنوعات کی رکھتا ہے غرض ہر شخص کا دل اپنے
محبوب و مطلوب مین خود بخود لگا رہتا ہے بے اختیار بغیر بناوٹ کے زبردستی اوسکا تصور کچھہ
دل مین جمانے کی ضرورت نہین ہی یہ کچھہ مشق خوشنویسی یا مقرر کر لینا ایک عادت کا نہین ہی
یہ نقش ایسا دل پر کندہ ہو جاتا ہے کہ سوائے حکم خلاق اکبر کے محو نہین ہو سکتا ہے اور اہل اللہ
کا دیکھنا اور اونکا تصور کرنا کار خیر ہے اونکے دیکھنے کو حضرت سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم نے
فرمایا ہے کہ خیارکم الذین اذا رؤوا ذکر اللہ عزوجل رواہ ابن ماجہ فی الزھد یعنی بہتر
تم لوگو نمین وہ ہین کہ جنکے دیکھنے سے اللہ تعالی یاد آوے اور ارشاد فرمایا ہے النظر الی وجہ
علی عبادۃ یعنی دیکھنا علی مرتضی کا چہرہ عبادت ہے رواہ الطبرانی والحاکم عن ابن مسعود کذا فی
صواعق المحرقۃ و ازالۃ الخفا و کنوز الحقائق والجامع الصغیر مولانا شاہ عبد العزیز صاحب نے
معانی و نظائر اوسکے تفسیر والشمس مین بہ تفصیل لکھے ہین النظر الی الکعبۃ عبادۃ کما فی الجامع الصغیر
و کنوز الحقائق یعنی دیکھنا کعبہ کی طرف عبادت ہے النظر فی کتاب اللہ تعالی عبادۃ کما فی کنوز الحقائق
یعنی دیکھنا قرآن کی طرف عبادت ہے النظر الی وجہ العالم عبادۃ کذا فی کنوز الحقائق یعنے
دیکھنا عالم کا چہرہ عبادت ہی اور مشکوۃ کے باب البر والصلہ مین عبد اللہ بن عباس رض سے
روایت ہے ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال مامن ولد بار ینظر الی والدیہ نظرۃ

رحمة الا کتب الله له بکل نظرة حجة مبرورة قالوا وان نظر کل یوم مأئة مرة قال نعم الله اکبر
و اطیب یعنی نہین کوئی فرزند نیک کہ نظر کرتا ہے طرف مان باپ اپنے کی نظر رحم کی مگر لکھتا ہے
اللہ تعالی اوسکے واسطے بعوض ہر نظر کے ایک حج کامل مقبول عرض کی اصحاب نے کہ اگر نظر کرے
ہر روز سو بار فرمایا حضرت نے ہان اللہ تعالی بزرگ زیادہ ہے اور پاک زیادہ ہے وفی روضة
العلماء الزندوسیة عن مکحول الشامی قال قال رسول الله صلے الله علیہ وسلم خمس من النظر
عبادة النظر الی الوالدین عبادة والنظر الی زمزم عبادة والنظر الی المصحف عبادة والنظر الی
الکعبة عبادة والنظر الی العلم عبادة کذا فی لعقد الثمین فی فضائل البلد الامین عن الفاکہی
یعنی پانچ چیزین دیکھنے مین عبادت ہے دیکھنا طرف والدین کے عبادت ہے اور دیکھنا
طرف زمزم کے عبادت ہے اور دیکھنا طرف مصحف کے عبادت ہے اور دیکھنا طرف کعبہ کے
عبادت ہے اور دیکھنا طرف عالم کے عبادت ہے جائے غور ہے کہ اصحاب سید العالمین ص کے
شمائل شریف کو بکمال محبت وتعظیم یاد رکھکر بیان فرماتے رہے چنانچہ کتب صحاح وشمائل ترمذی
وغیرہ مین مندرج ہین اس سے مثل روز روشن ظاہر ہے کہ اصحاب کو ہمیشہ خیال چہرۂ مبارک
حضرت محمد مصطفے صلی اللہ علیہ وسلم کا رہتا تہا کہ بعد سالہا سال بیان مین شمائل کے سر مو تفاوت
نہوتا تہا اور کیون نہ خیال اونکو ہوتا کہ وہ لوگ تو پروانہ صفت عاشقان سراج منیر آفتاب رسالت
تہے سوائے خلاق اکبر اور سید المرسلین ص کے کوئی اونکا محبوب مطلوب نہ تہا محب اپنے
محبوب کے تصور کو کبہی ایک دم نہین بہولتا ہی اور برکات سے تصور صورت حضرت سید المرسلین ص
کے نتیجہ اوسکا خواب مین دیدار جمال مبارک حضرت رحمة للعالمین صلی اللہ علیہ وسلم حاصل ہوتا ہی
اور فیوضات علوم ظاہری وباطنی کی ترقی ہوتی ہی اور کشف وقائع گزشتہ وآیندہ ہوتا جاتا ہی
اور قلب مانند آئینہ کے کدورات خیالات دنیوی سے صاف وپاک ہوجاتا ہے اور زنگ

خطرات ماسوی اللہ دور اور محو ہو جاتا ہے ذٰلِكَ فَضْلُ اللّٰهِ يُؤْتِيْهِ مَنْ يَّشَآءُ وَاللّٰهُ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِيْمِ
یعنی یہ فضل اللہ کا ہے دیتا ہے جسکو چاہتا ہے اور اللہ صاحب فضل بزرگ ہے پس حسب الارشاد
حضرت پیر و مرشد مدظلہ العالی کے پیران کبار اپنی ذات کو مانند شیشۂ عینک کے خالی سمجھتے
ہین اور مقصود اصلی بوسیلہ حبیب رب العالمین م کے خاص ذات پاک رب العالمین عزشانہ
کو سمجھتے ہین اس صورت مین جو لوگ اشتباہ شرک کا کرتے ہین اونکی کمال نادانی ہے کہ
بسبب بدگمانی و بداعتقادی کے تمام اولیاء اللہ سے دارین کی خرابی اختیار کرتے ہین لیکن
مرید بتدی کی مثال مریض ضعف بصر کی ہے کہ دیدۂ باطن اوسکا بلا ذریعۂ عینک مرشد روشنضمیر
کے منور نہین ہو سکتا اور تصور مرشد سے یہ بھی ایک بڑا فائدہ ہے کہ بمصداق اذا رءوا ذکر اللہ
جیسا کہ مرید چشم سر سے بمحبت و ادب مرشد کو دیکھتا ہے اور اللہ تعالی کی طرف رجوع قلب زیادہ
بخشوع و خضوع اوسوقت ہو جاتا ہے ویسا ہی تصور مرشد کا جسوقت کرتا ہی بہ محبت و تعظیم تو آداب
لوازمات اوس مجلس کے بعینہ سب یاد آجاتے ہین فی الفور اللہ تعالی کی طرف بخشوع و خضوع
حسب معمول قلب رجوع ہو جاتا ہے اور خطرات غیر اللہ سے دل محفوظ رہتا ہی اور مکتوب سی ام جلد
دوم مکتوبات حضرت امام ربانی مین تحریر فرمائے ہین رابطہ را چرا نفی کنند کہ او مسجود الیہ است نہ
مسجود لہ چرا محاریب و مساجد را نفی نکنند یعنی دیوار مسجد اور امام او صف اول سب صف ثانی کے مسجود الیہ
بظاہر ہوتے ہین مضائقہ نہین فی الحقیقت مسجود لہ معبود حقیقی ہے مرشد کی صورت کا خیال اگر نماز
مین بھی آگیا تو اوسکی طرف نہ سجدہ کیا جاتا ہے نہ اوسکے واسطے سجدہ ہوتا ہے دوسرے خیالات
شیطانی وغیرہ سے تو صد چند بہتر ہوگا انما الاعمال بالنیات یعنی سوائے اسکے نہین کہ نتیجہ اور ثواب
اعمال کا نیتون پر ہے بخاری نے روایت کی ہے اور مولوی عبد الحی صاحب لکھنوی کے
مجموعہ فتاوی جلد دوم صفحہ ۲۵۹ مین مرقوم ہے فی الواقع شغل برزخ اوس طور پر کہ حضرات

صوفیہ صافیہ نے لکہا ہے درست ہے نہ شرک ہے نہ ضلالت ہان افراط و تفریط اوسمین منجر ضلالت
کی طرف ہے تصریح اوسکی مکتوبات مجدد الف ثانی مین جا بجا موجود ہے اور جلد دوم کے صفحہ ۱۳۶
مین لکہا ہے **سوال** تصور مرشد کہ عند الصوفیہ معمول است درست است یا نہ **جواب** جائز است
اکابر بہ نیت پاک این عمل کردہ اند **شاہ ولی اللہ** صاحب دہلوی در قول الجمیل می نویسند قالوا
الرکن الاعظم ربط القلب بالشیخ علی وصف المحبة والتعظیم وملاحظة صورته قلت ان للہ تعالی
مظاہر کثیرة فما من عابد غبیا کان او ذکیا الا وقد ظہر بحذائه صاحب معبوله فی مرتبة ولهذا السر نزل الشرع
باستقبال القبلة فی الاستواء علی العرش وقال رسول اللہ صلی اللہ علیه وسلم اذا صلی احدکم فلا یبصق قبل وجهه فان اللہ تعالی بینه و
بین قبلته فلا علیک ان لا تتوجه الا الی اللہ ولا تربط قلبک الا به ولو بالتوجه الی العرش وتصور النور الذی
وضعه علیه او بالتوجه الی القبلة انتهی ملخصاً یعنی مشائخ چشتیہ نے فرمایا ہے کہ
رکن اعظم دل کا لگانا ہے مرشد کے ساتھ محبت وتعظیم کی صفت پر اور اوسکی صورت کا خیال کرنا
مین کہتا ہون کہ اللہ تعالی کے مظاہر بہت ہین پس نہین کوئی عابد غبی ہو یا ذکی مگر کہ وہ اوسکے
مقابل ظاہر ہوکر اوسکا معبود ہوگیا ہے بحسب مرتبہ اوسکے اور اسی بہید کے سبب سے روبقبلہ ہونا
اور استوا بر عرش شرع مین نازل ہوا ہے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جب تم
مین سے کوئی نماز پڑہے تو اپنے منہ کے سامنے نہ تہوکے اسواسطے کہ اللہ تعالی ہے اوسکے
درمیان اور اوسکے قبلہ کے درمیان مین پس اے طالب مضائقہ نہین کہ تو متوجہ نہو مگر اللہ ہی
کی طرف اور اپنا دل نہ لگاوے مگر اوسی سے اگرچہ عرش کی طرف متوجہ ہوکر اور تصور کرکے اوس نور کا
جسکو رکہا ہے اللہ تعالی نے عرش پر یا طرف قبلہ کے متوجہ ہوکر پس بر سبیل تنزل مرشد کے دیکہنے
کو عالم اور والدین کے دیکہنے کی برابر ہی سمجہے تو بہی اونکا دیکہنا عبادت ہو اور فی الحقیقت
دیکہنا بزرگان دین کا مانند دیدار انبیا علیہم السلام کے ہی کہ حدیث شریف مین وارد ہے ان العلماء

ورثۃ الانبیاء رواہ البخاری فی کتاب العلم یعنی بیشک علما وارث ہین پیغمبرونکے ہرگاہ کہ پیران طریقت کہ عالم کامل احکام الٓہی کے ہین اور عالم علوم ظاہر و باطن ہین بیشک و شبہ اس حدیث کی مصداق ہین اونکا دیکھنا عبادت ہے اسواسطے کہ جس چیز کا دیکھنا عبادت ہے تو از روئے محبت و تعظیم اوسکا تصور بھی عبادت ہی اور جس چیز کا دیکھنا جائز ہے اوسکا تصور بھی جائز ہے اور جیساکہ نامحرم عورتونکو اور امردلڑکونکو دیکھنا ناجائز ہے اونکا تصور بھی ناجائز ہے اور کافرون اور بتونکو از روے محبت و تعظیم دیکھنا اکبر الکبائر ہے لہذا از روئے محبت و تعظیم اونکا تصور بھی ناجائز ہے علی ہذا القیاس افراط و تفریط شغل برزخ مین ناجائز ہے جیساکہ صورت شیخ کو صورت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی یا صورت اللہ تعالی کی کوئی تصور کرے ایسا خیال کرنا ہرگز درست نہین چنانچہ مکتوب پنجاہم مین حضرت خواجہ محمد معصوم خلف حضرت مجدد الف ثانی کے تذکرہ تصور مرشد مین مندرج ہی صورت پیر فی الحقیقت عین پیر نیست از پیر مستغنی نمیکند در پیر چیزیاست کہ در صورت او نیست خوش گفت ؎

گر مصور صورت آن دلستان خواہد کشید
حیرتے دارم کہ نازش را چہ سان خواہد کشید

لیکن جس وسیلہ سے فیض اللہ تعالی کا سالک کو پہونچتا ہی اوسکا خیال اور انتظار دل مین ملا تکلف و بلا تصنع رہتا ہی مثلاً انبیا علیہم السلام کو احکام الٓہی کبھی بذریعہ جبرئیل علیہ السلام پہونچتے ہین اور کبھی وحی اور الہام بلا واسطہ ملائکہ بھی ہوا کرتے ہین اور اولیا کو الہام و کشف بذریعہ رویاے صالحہ یا ارواح انبیا و اولیا یا فراست یا القا جناب الٓہی سے ہوا کرتے ہین چنانچہ جامع صغیر مین یہ حدیث وارد ہے اتقوا فراسۃ المومن فانہ ینظر بنور اللہ عز و جل یعنی خوف کرو کشف سے مومن صالح کے پس بیشک وہ دیکھتا ہے نور سے اللہ کے جو صاحب عزت اور بزرگ ہے علی ہذا القیاس ہر وقت فیض اللہ تعالی کی طرف سے بغیر ذریعہ مرشد کے دل پر سالک کے آتا ہے یا ارواح مبارک سے جناب حضرت محمد مصطفے صلی اللہ علیہ وسلم یا حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ یا حضرت

علی مرتضٰے کرم اللہ وجہہ کی فیض آتا رہے اوسوقت تصور شیخ کی ضرورت نہین جوکہ وسیلہ فیض اوسوقت ہوا وسکا خیال رکھے چنانچہ حضرت غوث الاعظم نے فتوح الغیب کے مقالہ سابع عشرین مین ارشاد فرمایا فاذا بلغ المرید حالۃ شیخہ افرز عن الشیخ وقطع عنہ فیتولاہ الحق فیقطعہ عن الخلق جملۃ فیکون الشیخ کالظئر والدایۃ لا رضاع بعد الحولین لا الخلق بعد زوال الھوی والارادۃ الشیخ یحتاج الیہ ما دام ثمہ ھوی وارادۃ لکسرھما اما بعد زوالھما فلا لانہ لا کدورۃ ولا نقصان یعنی جب پہنچتا ہے مرید شیخ کے حال کو جدا کیا جاتا ہے شیخ سے اورعلیحدہ کیا جاتا ہے اوس سے پس ہوجاتا ہی کارساز اوسکا اللہ تعالی پس بے تعلق کردیتا ہے اوسکو اللہ تعالی سب خلق سے پس ہوتا ہے شیخ مانند دایہ دودہ پلانیوالی کے احتیاج نہین دودہ پینے کی بعد دو برس کے نہین تعلق ہے خلق سے بعد دور ہونے ہوس اور خواہش نفسانی کے شیخ کی احتیاج ہے جبتک طالب کے دل مین ہوس اور خواہش ہے واسطے توڑنے ہوس اور خواہش کے پہ بعد دور ہونے اون دونوں کے احتیاج نہین ہے اسواسطے کہ اب کدورت اور نقصان نہ رہا شیخ عبدالحق دہلوی اوسکی شرح مین حضرت ممدوح کا قول لکہتے ہین انا ما ربانی الا رسول اللہ ولیس لاحد علی منۃ بعد اللہ ورسولہ چنانچہ شیخ نے زبدۃ الاسرار مین بہی ایسا ہی لکہا ہے یعنی مجکو نہ تربیت کی کسی نے سوائے رسول اللہ کے اور نہین ہے کسی کا احسان مجہپر بعد اللہ تعالی اور اوسکے رسول کے اگرچہ ابتدائے حال مین شیخ حماد وغیرہ اولیائے عصر وعلمائے زمان قدس اللہ اسرارہم پیر صحبت واساتذہ حضرت ممدوح کے تہے اور شیخ ابوسعید قدس سرہ پیر خرقہ تہے حسب مندرجہ بہجۃ الاسرار صفحہ ۱۰۶ اسوائے اسکے خضر علیہ السلام بہی پیر صحبت تہے اور حضرت علی مرتضٰے کی روح مبارک سے بہی بموجب تحریر بہجۃ الاسرار صفحہ ۲۶ مطبوعہ مصر کے و زبدۃ الاسرار صفحہ ۵۶ فیضیاب ہوتے لیکن انتہائے حال مین جب رفع توسط ہوگیا یعنی درمیان کے

واسطے حائل نہ رہے اوسوقت فرمائے ما ربانی الا رسول اللہ و لیس لاحد علی منۃ بعد اللہ و رسولہ
سمجھنا چاہیئے کہ تصور اور فکر کرنا اللہ تعالی کی ذات مین ممنوع ہے کہ فساد اعتقاد مین پیدا ہوتا ہی
صفات رازقیت وخالقیت ومصنوعات کا تصور بہتر ہے چنانچہ جامع صغیر مین بروایت ابن عباسؓ
وارد ہے تفکروا فی کل شئ ولا تفکروا فی ذات اللہ یعنی فکر اور غور ہر چیز مین کرو اور نہ فکر کرو
ذات مین اللہ تعالی کی سوائے اسکے اور چار احادیث اس مضمون کی شاہد لکہی ہین اسواسطے
کہ ذات اللہ تعالی کی منزہ جہت اور مکان سے بیچون وبیمثال ہے لہذا مبتدی کو واسطے
دفع خطرات کے مرشد کی ذات کا خیال رکہنا مناسب ہوتا ہے مبتدی کا خیال ذات پاک کی طرف
برابر جمنا ممکن نہین یہ حال جبتک ہے کہ فیض اللہ تعالی کی طرف سے بلا واسطہ مرشد کے آدی
جب یہ مرتبہ حاصل ہو تو تصور شیخ کی ضرورت نہین جس طرف سے فیض حاصل ہو اوس طرف کا
خیال رکہے **قول الجمیل** مین ہے وثالثہا الرابطۃ بشیخہ اوسکا ترجمہ شفاء العلیل مین مرقوم ہے
تیسرا طریقہ وصول الی اللہ کا رابطہ اور اعتقاد کامل پہونچانا ہی اپنے مرشد کے ساتہہ **ف**
مولانا شاہ عبد العزیز صاحب نے فرمایا حق تو یہ ہے کہ سب راہونسے یہ راہ زیادہ تر
قریب ہے گاہے مرید مین قابلیت نہین ہوتی تو اوسکی مزید محبت سے مرشد اوسمین تصرف
کرتا ہی مشائخ طریقت نے فرمایا ہی کہ اللہ کے ساتہہ صحبت رکہو سو اگر تسے نہوسکے تو اونکے ساتہہ
صحبت رکہو جو اللہ کے ساتہہ صحبت رکہتے ہین عارف باللہ **شیخ عبد الرحیم** قدس سرہ نے
فرمایا کہ مشائخ طریقت کے کلام کے معنی یہ ہین کہ پہلے تو سامنا کرنا چاہیئے کامل بیداری اور
ہوشیاری سے جو ایک پرتو ہے تجلی ذاتی کے اظلال سے تاکہ تعلق کونین سے مخلصی حاصل
ہو جاوے سو یہ اگر نہوسکے تو اون لوگونسے تعلق بہم پہونچانا چاہیئے جو اس پرتو سے مشرف
ہوئے ہین جو اپنے نفوس اور علائق ماسوا سے نجات پاگئے ہین اور اس آیت قرآنی مین

کونوامع الصادقین یعنی سچون کے ساتھہ رہو ایک طرح کا اسمین اشارہ ہے رابطہ مرشد کا اگر مرشد
کامل شہود ذاتی کا واصل ہو تو اوسکی وجہ سے اندک زمانہ مین وہ حاصل ہوتا ہے جو سالہا سال
کی محنت مین حاصل نہین ہوتا اور کیا خوب کہا ہے **شعر**

آنکہ بہ تبریز یافت یک نظر از شمس دین	طعنہ زند بر دو صد سخرہ کند بر چلہ

انتہی اگر یہ شبہ ہو کہ **شاہ ولی اللہ** صاحب نے اقوال صوفیہ قول الجمیل مین حکایۃً بیان کرد یے
ہین خیال رابطہ وغیرہ اونکے پاس جائز نہین جواب اوسکا یہ ہے کہ یہ سخن بلا دلیل ہے تصور مرشد کو
بمحبت و تعظیم شاہ صاحب نے کچھہ اعتراض نہ کیا تو صاف ظاہر ہے کہ اس طریقہ کو شاہ صاحب نے
تسلیم کیا اور جو کچھہ شاہ صاحب نے نامناسب جانا تو بلا رعایت بیان فرما دیا چنانچہ اشغال قادریہ مین
قرآن مجید پس پشت رکھنے کو بے ادبی لکھتے ہین اور حضرت علی مرتضے سے خواجہ حسن بصری کی
روایت تلقین ذکر مین لکھتے ہین کہ اہل حدیث نے اسمین بحث کی ہے اور صلوۃ معکوس کے
حال مین لکھا ہو کہ حدیث اور فقہ سے اسکی تقویت نہین ہے پس درمیان مرشد اور مرید کے
جو علاقہ محبت ہو جاتا ہے خالص اللہ تعالے کے واسطے ہوتا ہے مرشدان طریقت راہ راست
وصول الی اللہ کی مریدونکو بتلاتے ہین اور موافق اپنی اولاد کے مریدون پر شفقت وعنایت
رکھتے ہین اور دعا واسطے اونکی بہتری وسعادت دارین کے کرتے رہتے ہین اور نظر توجہ اونپر
مبذول رکھتے ہین اور مریدین بھی پیران طریقت کو بکمال اعتقاد موافق والدین کے سمجھتے ہین
اور نہایت محبت کے ساتھہ اونکے آداب بجالاتے ہین چنانچہ مکتوب دوصد و نود و دوم جلد اول
مین مکتوبات **حضرت مجدد الف ثانی** امام ربانی کے تفصیل آداب کی مندرج ہے لہذا
بمقتضاے طبیعت انسانی کے محب کو ہر حال اور ہر وقت اور ہر لحظہ بیداری اور خواب مین تصور
اور خیال اپنے محبوب کا خود بخود بے اختیار بغیر بناوٹ اور تکلف کے ضرور دل مین موجود رہتا ہے

اور یہ محبت فیما بین پیر و مرید کے موافق اس حدیث مشکوۃ کے ہے عن معاذ بن جبل
قال سمعت رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم یقول قال اللہ تعالیٰ وجبت محبتی للمتحابین فیّ والمتجالسین فیّ
والمتزاورین فیّ والمتباذلین فیّ رواہ مالک یعنی فرماتا ہے اللہ تعالیٰ ضرور ہے
محبت میری واسطے اون لوگونکے جو محبت آپس مین رکھتے ہین میری راہ مین اور ہم نشین
رہتے ہین میری راہ مین اور فیما بین ملاقات کرتے ہین میرے کام مین اور آپسمین خرچ کرتے
ہین میری رضا مین وفی روایۃ الترمذی قال یقول اللہ تعالیٰ المتحابون فی جلالی لہم
منابر من نور یغبطہم النبیون والشہداء یعنی فرماتا ہے اللہ تعالیٰ جو لوگ کہ باہم محبت رکھتے
ہین میری عظمت کی راہ مین اونکے واسطے منبر نور کے ہونگے آرزو کرینگے اونکی انبیا اور شہدا
یعنی اچھا سمجھینگے اور پسند کرینگے اگرچہ مقامات انبیا و شہدا بہت افضل و اعلے ہونگے اور سمجھنا چاہئے
کہ ایمان کے دو رکن ہین وحدانیت اللہ تعالیٰ کی اور رسالت حضرت محمد مصطفے صلی اللہ علیہ
علیہ وسلم کی زبان سے اقرار کرنا اور دل سے تصدیق کرنا لیکن محبت بہی شرائط ایمان سے ہے
اللہ تعالیٰ کی محبت اس درجہ پر ضرور ہے کہ انبیا اور اولیا و صالحین اپنی جان عزیز کو نثار کردینا
راہ مین خلاق اکبر کی کچھ حقیقت نہین سمجھتے اوسکے صلہ مین خلعت حیات ابدی کی اونکو مرحمت ہوتی
ہے قال اللہ تعالیٰ ولا تقولوا لمن یقتل فی سبیل اللہ اموات بل احیاء عند ربہم یرزقون فرحین
یعنی نہ کہو اون لوگونکو کہ قتل کیے جاتے ہین اللہ تعالیٰ کی راہ مین کہ وہ مردے ہین بلکہ وہ لوگ
زندے ہین نزدیک رب اپنے کے رزق دیے جاتے ہین اور خوش ہین پس جو لوگ کہ محبت مین
مالک الملک جل جلالہ کے مرتبہ عالی رکھتے ہین اونکی شان مین ارشاد ہوا ہے والذین آمنوا
اشد حبا للہ یعنی جو لوگ کہ ایمان والے ہین بہت زیادہ محبت اللہ تعالیٰ کی رکھتے ہین یا ایہا الذین
آمنوا من یرتد منکم عن دینہ فسوف یاتی اللہ بقوم یحبہم و یحبونہ یعنی اے اہل ایمان اگر پھر جائیگا تم مین کا اپنے

سورۂ آل عمران

سورۂ بقرہ
سورۂ مائدہ

دین سے پس لائیگا اللہ تعالی ایک قوم کو کہ دوست رکھتا ہے اللہ تعالی اونکو اور دوست
رکھتے ہین وہ لوگ اللہ تعالی کو تفسیر **مدارک** وغیرہ مین لکھا ہے کہ یہ آیت پیشین گوئی ہے
اہل عجم کے ایمان لانیکی اور دلیل ہے صدق نبوت خاتم النبیین ؐ کی اور اثبات خلافت ابوبکر
صدیق رضؓ کی یعنی مرتدونکا قتل اونکے عہد خلافت مین ہوا جب خلیفہ برحق نے **عمر فاروق** رضؓ کو
خلیفہ مقرر کیا اونکی بھی خلافت صحیح ہوئی اور ملک عجم اونکے وقت مین مفتوح ہوگیا ارحم الراحمین نے
بکمال فضل وکرم محبون کی محبت پر اس آیت مین اپنی محبت کو مقدم فرمایا اور فوقیت دیا سبحان اللہ
عجب انعام واکرام جناب باری کا اہل اسلام پر ہے کہ اپنی عنایت کاملہ سے محبونکو مقام محبوبیت
مین داخل فرماتا ہے اَللّٰهُ يَجْتَبِيْٓ اِلَيْهِ مَنْ يَّشَاۤءُ وَيَهْدِيْٓ اِلَيْهِ مَنْ يُّنِيْبُ یعنی اللہ تعالی مقبول — سورۂ شوری
اپنا کرلیتا ہے جسکو چاہتا ہے اور اپنی راہ بتلاتا ہے اوس شخص کو جو کہ طرف اللہ کے رجوع کرتا
ہے اور حصول مقام محبوبیت کو پیروی اور اتباع مین اپنی حبیب خاص کے منحصر فرماتا ہے
کما قال تعالی قُلْ اِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُوْنِيْ يُحْبِبْكُمُ اللّٰهُ یعنی کہدو اے نبی کہ اگر دوست رکھتے ہو — سورۂ آل عمران
تم اللہ تعالی کو پس تابع رہو میرے دوست رکھیگا تمکو اللہ تعالی اور جو لوگ خواہش نفسانی مین
مبتلا ہو کر نافرمانی کرتے ہین اونکے واسطے بکمال ترحم ارشاد ہوا قُلْ يٰعِبَادِيَ الَّذِيْنَ اَسْرَفُوْا عَلٰٓى — سورۂ زمر
اَنْفُسِهِمْ لَا تَقْنَطُوْا مِنْ رَّحْمَةِ اللّٰهِ اِنَّ اللّٰهَ يَغْفِرُ الذُّنُوْبَ جَمِيْعًا اِنَّهٗ هُوَ الْغَفُوْرُ الرَّحِيْمُ
یعنی کہدو اے نبی کہ اے میرے بندو جن لوگون نے کہ زیادتی کی اپنی جانون پر وہ ناامید
نہو جائین اللہ کی رحمت سے بیشک اللہ تعالی معاف کردیگا سب گناہونکو بیشک وہ بخشنے
والا رحم کرنیوالا ہے اور حضرت سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم کو بخطاب وَمَآ اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا رَحْمَةً — سورۂ انبیا
لِّلْعٰلَمِيْنَ سرفراز فرمایا (یعنی اور نہین بھیجا ہمنے تمکو اے نبی مگر رحمت واسطے سب مخلوقات کے) اور مقام
محمود وشفاعت عظمی کا مرتبہ عنایت کیا اور اللہ تعالی نے حضرت سید العالمین ؐ کی محبت بھی اہل

ایمان پر فرض کی ہے کما قال النبی اولی بالمؤمنین من انفسہم وازواجہ امہاتہم
یعنی نبی والی ہین مومنین کے زیادہ اونکی ذاتو نسے اور ازواج مطہرات مادران مومنین ہین
تفسیر مدارک وغیرہ مین مرقوم ہے وفی قراۃ ابن مسعود وھو اب لہم یعنی سید العالمین ص والد ہین
مومنین کے شفقت اور محبت مین اور واجب الاتباع ہونے مین قال تعالیٰ انما المؤمنون اخوۃ
یعنی سب مومنین برادران دینی ہین اور بمضمون حدیث اول ما خلق اللہ نوری کما فی مدارج النبوۃ
سید المرسلین ابو الارواح ہین پس وھو اب لہم اگرچہ منسوخ التلاوۃ ہے لیکن موافق آیہ رجم
کے ہے کہ حکم اوسکا منسوخ نہین اور ارشاد ہوا ہے ولا یرغبوا بانفسہم عن نفسہ یعنی نہ خیال
کرین اپنی جانونکا زیادہ ذات مبارک سے سید العالمین ص کے اپنی جان سے زیادہ رسول اللہ
کو عزیز سمجھنا فرض ہے چنانچہ مشکوۃ مین بحوالہ بخاری و مسلم انس رض سے روایت ہے قال
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لا یؤمن احدکم حتی اکون احب الیہ من والدہ وولدہ والناس اجمعین
یعنی نہین مومن ہوگا کوئی ایک تمہارا یہانتک کہ ہوجاؤن مین دوست زیادہ نزدیک اوسکے
باپ سے اور اوسکے بیٹے سے اور سب لوگونسے اور واجبات اسلام سے ہے محبت خلفاء
راشدین اور اہلبیت اور اصحاب سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم کی قال اللہ تعالیٰ محمد رسول اللہ
والذین معہ اشداء علی الکفار رحماء بینہم یعنی محمد صلی اللہ علیہ وسلم رسول اللہ کے ہین اور جو سورۂ فتح
لوگ کہ ایمان لائے ہین اونکے ساتھ سختی کرنیوالے ہین کافرون پر اور رحم کرنیوالے ہین
آپسمین و قال تعالیٰ قل لا اسئلکم علیہ اجرا الا المودۃ فی القربیٰ یعنی کہوا ے نبی نہین مانگتا ہون مین سورۂ شوریٰ
تمسے تبلیغ رسالت پر کچھہ بدلہ مگر محبت میرے اہل قرابت کی وعن عبد اللہ بن مسعود عن النبی صلی
اللہ علیہ وسلم قال لو کنت متخذا خلیلا لاتخذت ابا بکر خلیلا ولکنہ اخی وصاحبی وقد اتخذ اللہ صاحبکم خلیلا رواہ مسلم
یعنی اگر مقرر کرتا مین دوست خالص اپنا البتہ مقرر کرتا مین ابوبکر کو دوست خالص لیکن وہ میرے برادر دینی اور مصاحب ہین اور اللہ تعالیٰ نے

مقرر کیا ہے تمھارے نبی صاحب کو خلیل یعنی دوست خالص اپنا وعن عمرو بن العاص
ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم بعثہ علی جیش ذات السلاسل قال فاتیتہ فقلت
ای الناس احب الیک قال عایشۃ قلت من الرجال قال ابوھا قلت ثم من قال عمر
متفق علیہ یعنی روایت ہے عمرو بن العاص سے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے امیر
کیا تھا اون کو لشکر پر جنگ ذات السلاسل کے اونھون نے کہا مین حاضر ہوا حضرت کی
خدمت مین اور عرض کی کہ کون لوگون مین سے نزدیک آپ کے دوست زیادہ ہے ارشاد
ہوا کہ عایشہ پھر عرض کی مین نے کہ مردون سے کون ہے فرمایا والد عایشہ کے پھر عرض
کی مین نے اون کے بعد کون ہے ارشاد ہوا کہ عمر وروی الترمذی عن جابر قال اتی
النبی صلی اللہ علیہ وسلم بجنازۃ رجل لیصلے علیہ فلم یصل علیہ فقیل یا رسول اللہ
ما رایناک ترکت الصلوۃ علی احد قبل ھذا قال انہ کان یبغض عثمان فابغضہ اللہ
یعنی لایا گیا نزدیک نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ایک مرد کا جنازہ تاکہ نماز اوسکی پڑھین پس
نہ پڑھی حضرتؐ نے اوس کے جنازہ کی نماز پس عرض کی گئی یا رسول اللہ نہ دیکھا ہمنے
آپ کو ترک کرتے نماز کسی جنازہ پر اول اس سے ارشاد ہوا کہ وہ بغض رکھتا تھا عثمان
سے پس بغض رکھتا ہے اللہ تعالی اوس سے وعن زر بن حبیش قال قال علی والذے
فلق الحبۃ وبرء النسمۃ لعھد النبی الامی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم الی ان لا یحبنی الا
مومن ولا یبغضنی الا منافق رواہ مسلم یعنی فرمایا علی مرتضیٰؓ نے قسم ہے اللہ
تعالی کی جسنے دانہ مین سے درخت نکالا اور پیدا کیا آدمی کو البتہ عہد کیا ہے مجھ سے
نبی امی صلے اللہ علیہ وسلم نے کہ نہ دوست رکھے گا مجھے مگر مومن اور نہ عداوت رکھیگا
میری مگر منافق وعن جمیع بن عمیر قال دخلت مع عمتی علے عایشۃ فسالت ای الناس

کان احب الی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قالت فاطمۃ فقیل من الرجال قال زوجھا
رواہ الترمذی یعنی داخل ہوا مین ساتھ اپنی پھوپی کے نزدیک ام المومنین عایشہؓ کے
پس عرض کی مین نے کون لوگون مین سے دوست زیادہ تھا رسول اللہ علیہ وسلم کے
پاس فرمایا عایشہ رضؓ نے کہ فاطمہ رضؓ پس عرض کی گئی کون مردون مین سے فرمایا
ام المومنین رضؓ نے شوہر فاطمہ رضؓ اور صواعق محرقہ مین لکھا ہے اخرج احمد والترمذی
عن علی ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال من احبنی واحب ھذین وا باھما وامھما
کان معی فی درجتی یوم القیمۃ یعنی جو شخص کہ دوست رکھے مجھکو اور دوست رکھے
امام حسنؓ وامام حسینؓ کو اور والد کو اون کے اور والدہ کو اونکی ہوگا میرے ساتھ میرے
درجہ مین بروز قیامت وفی المشکوۃ فی باب الحب فی اللہ عن ابی ھریرۃ قال قال رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان اللہ اذا احب عبدا دعا جبرئیل فقال انی اُحِبُّ فلانا
فَاَحِبَّہٗ فیحبہ جبرئیل ثم ینادی فی السماء فیقول ان اللہ یحب فلانا فاحبوہ فیحبہ
اھل السماء ثم یوضع لہ القبول فی الارض رواہ مسلم یعنی جب اللہ تعالے دوست رکھتا ہے
کسی بندہ کو طلب کرتا ہے جبرئیل علیہ السلام کو پس فرماتا ہے کہ بیشک مین دوست رکھتا ہون فلان شخص کو پس دوست رکھو
اسکو پس دوست رکھتے ہین اسکو جبرئیل پھر منادی کرتے ہین آسمانون مین اور کہتے ہین کہ اللہ تعالے دوست رکھتا ہے
فلان شخص کو پس دوست رکھو اسکو پس دوست رکھتے ہین اسکو آسمان والے پھر مقرر کیجاتی ہے اُسکی مقبولی اہل زمین مین
لہذا اہل اسلام کو لازم ہے کہ اولیاء اللہ کی محبت بجان و دل رکھین وعن ابن مسعود قال جاء رجل الی النبی
صلی اللہ علیہ وسلم فقال یا رسول اللہ کیف تقول فی رجل احب قوما ولم یلحق
بھم فقال المرء مع من احب رواہ البخاری ومسلم یعنی آیا ایک شخص نزدیک
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پس عرض کی یا رسول اللہ کیا فرماتے ہین آپ ایک

مرد کی مقدمہ مین جو دوست رکھتا ہے ایک قوم کو اور نہ دیکھا اون کو یا نہ ملا اون سے یا عمل نکیا برابر اون کے فرمایا حضرتؐ نے کہ آدمی ہوگا ساتھ اوس شخص کے کہ دوست رکھتا ہے اوس کو یعنی محبت کامل سے ثمرہ معیت اور قرب کا حاصل ہوتا ہے علی ہذا القیاس اولیا ء اللہ کی محبت بھی لازم اور ضروری ہے اس واسطے کہ وہ لوگ محبوبان رب العالمین اور وارثان دولت ہدایت خاتم النبیینؐ ہین کما قال اِنْ اَوْلِیَآؤُہٗ اِلَّا الْمُتَّقُوْنَ یعنی نہین دوست اللہ تعالی کے مگر خوف اوسکا رکھنے والے کما فی المدارک قُلْ اِنْ کُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُوْنِیْ یُحْبِبْکُمُ اللّٰهُ یعنی کہدو اے نبی کہ اگر دوست رکھتے ہو تم اللہ کو میرے تابع رہو دوست رکھیگا تمکو اللہ تعالی اَللّٰهُ وَلِیُّ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا یعنی اللہ تعالی دوست ہے اہل ایمان کا یُحِبُّهُمْ وَیُحِبُّوْنَهٗ یعنی دوست رکھتا ہے اون کو اللہ تعالی اور دوست رکھتے ہین وہ لوگ اللہ تعالی کو وجبت محبتی للمتحابین فی یعنی فرماتا ہے اللہ تعالی ضرور ہے محبت میری واسطے اون لوگون کے جو آپس مین محبت رکھتے ہین میری راہ مین لہذا پیران کبار کی محبت جس شخص کو نصیب ہے اگرچہ ذکر و شغل برابر نکرے تب بھی وہ محبت اوس کو مفید ہے اس واسطے کہ محبت محبوبان حق تعالے کی حسب احادیث موصوف خود عمل نیک اور قابل جزاے خیر ہے پس جو لوگ کہ فقط داخل سلسلہ ہوکر زیادہ ذکر و شغل بجا نہین لاتے صرف اعتقاد و محبت پیران کبار سے رکھتے ہین وہ گروہ بھی بسبب شرف بیعت کے مستحق نجات و ثواب کے ہین قال اللہ تعالے فَمَنْ یَّعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ خَیْرًا یَّرَهٗ یعنی جو شخص نیک عمل کریگا برابر ذرہ کے جزاے خیر اوس کی دیکھیگا بالیقین جاننا چاہیے کہ نجات عقبی کی عقائد پر اہل حق کے منحصر ہے مشکوۃ مین بحوالہ ترمذی وارد ہے تفترق امتی علی ثلث وسبعین ملۃ کلھم فی النار

سورہ انفال

سورہ آل عمران

سورہ مائدہ

الا ملة واحدة قالوا من هی یا رسول اللہ قال ما انا علیہ واصحابی یعنی متفرق
ہوگی میری امت تہتر مذہبون پر وہ سب اہل دوزخ ہین سواے ایک مذہب کے
عرض کی اصحاب نے کون ہین وہ لوگ یا رسول اللہ فرمایا حضرت نے کہ وہ طریقہ ہے
کہ مین ہون اوسپر اور میرے اصحاب بس جو لوگ کہ پیران کبار سے اعتقاد نہین رکھتے
اگرچہ ذکر اللہ و تلاوت قرآن و عبادات الہی بجالاتے ہین لیکن بسبب منکر ہونے کے اولیاء اللہ
سے قابل عتاب جناب خلاق اکبر کے ہین جیساکہ شیعہ و خارجی و مجسمہ و قدریہ و جبریہ
نماز و روزہ وغیرہ عبادات بجالاتے ہین لیکن اونکو مفید نہین ہین بموجب حدیث قدسی
من عادی ولیا فقد اٰذنتہ بالحرب جو بیشتر بحوالہ بخاری مذکور ہوئی یعنی جو کوئی
عداوت کرے میرے ولی سے پس بیشک خبردار کرتا ہون مین جنگ سے منکرین اولیاء
اللہ کے بھی بالکل موافق شیعہ و خوارج وغیرہ کے ہین اور جو لوگ کہ تبرکات پیران کبار
سے باعتقاد لیتے ہین اوسکی برکت مین کچھ کلام نہین جیساکہ تبرکات انبیا کا حال بیان ہوا
اور بخاری نے باب من استعد الکفن فی زمن النبی صلی اللہ علیہ وسلم
فلم ینکر علیہ یعنی یہ باب ہے حال مین اوس شخص کے جسنے مقرر کیا کفن اپنا زمان نبی
صلی اللہ علیہ وسلم مین پس نہ انکار کیا گیا اوسپر کتاب الجنائز مین روایت کی ہے کہ ایک صحابی
نے حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے چادر مبارک اپنے کفن کے واسطے مانگ لی
اور بخاری اور ترمذی نے تفسیر سورۂ توبہ مین اِسْتَغْفِرْ لَهُمْ اَوْلَا تَسْتَغْفِرْ لَهُمْ کے
باب مین کیفیت عطا فرمانے حضرت رحمۃ للعالمین کی قمیص مبارک کو واسطے کفن عبداللہ
بن ابی منافق کے حسب معروضہ عبداللہ بن عبداللہ اوس کے بیٹے کی روایت کی ہے
اور مشکوۃ کے باب غسل المیت مین ام عطیہ سے بحوالہ بخاری و مسلم روایت ہے کہ

حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے بعد غسل دینے حضرت زینب یا حضرت ام کلثوم
کے تہبند اپنا ہمکو دیا اور ارشاد ہوا اشعرنہا ایاہ یعنی اندر کفن کے پہنا دو اس کو
شیخ عبد الحق دہلوی اسکی شرح مین لکھتے ہین در ینجا استحباب تبرک است بہ لباس
صالحین وآثار ایشان بعد از موت در قبر چنانکہ قبل از موت نیز ہمچنین بودہ اور جلال الدین
سیوطی نے رسالہ اتحاف الفرقہ لوصل الخرقہ مین روایت کرنا اور خرقہ لینا خواجہ
حسن بصری کا علی مرتضیٰؓ سے ثابت کیا ہے لیکن اس مین اختلاف محدثین کا قدیم
سے منقول ہے اور بعضے تاثیرات وبرکات سے لب مبارک رحمۃ للعالمین کے
یہ ہے کہ جنگ فتح خیبر مین علی مرتضیٰؓ کو انکھون کی شکایت تھی آب دہن مبارک کی برکت
سے فی الفور درد جاتا رہا چنانچہ مشکوۃ مین بحوالہ بخاری ومسلم باب مناقب مین
روایت ہے اور بخاری ومسلم وغیرہ نے پڑہنا بسم اللہ تربۃ ارضنا وریقۃ
بعضنا یشفی سقیمنا باذن ربنا حضرت سید المرسلین سے روایت کیا ہے اس سے
لعاب دہن مبارک اور خاک مدینہ منورہ کا بھی تبرک ہونا ثابت ہوا اور فضائل وبرکات
اور تبرکات ہونا مارزمزم اور مقام ابراہیم علیہ السلام وحجراسود وکعبہ مبارکہ ومسجد
نبوی وروضہ مقدسہ وبیت المقدس وغیرہ مقامات متبرکہ وبیر رومہ وبیر اریس
وغیرہ کا قرآن مجید واحادیث شریف وکتب سیر وخلاصۃ الوفا وجذب القلوب سے
بخوبی ثابت ہے تفصیل اوسکی موجب تطویل ہے اور تاریخ الخلفا مین سیوطی
نے لکھا ہے کہ معاویہؓ کے پاس موے شریف اور ناخن شریف حضرت شفیع
المذنبین صلی اللہ علیہ وسلم کے تھے وصیت کی تھی کہ بعد موت میرے منہ مین اور آنکھون
مین رکھدینا اور خلوت کردینا درمیان میرے اور حضرت ارحم الراحمین کے ؛ ؛

بارھوین فصل بدعت حسنہ وبدعت سیئہ کی اقسام کے بیان مین

واضح ہو کہ بدعت وہ کام ہے جسکا زبان مبارک مین حضرت سید العالمین صلی اللہ علیہ وسلم کے یا زمان اصحاب وتابعین وتبع تابعین مین جو کہ بحسب حدیث شریف خیر القرون ہین ظہور نہوا تھا لہذا خاص طور پر اوس کے جواز و عدم جواز وحسن وقبح مین کچھ ارشاد اقدس وارد نہوا لیکن عام طور پر یہ حکم عالی بطور قاعدہ کلیہ نافذ ہوگیا فی مشکوۃ المصابیح فی باب العلم قال رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم من سن فی الاسلام سنۃ حسنۃ فلہ اجرھا واجر من عمل بھا من بعدہ من غیر ان ینقص فی اجورھم شیئ ومن سن سنۃ سیئۃ فعلیہ وزرھا ووزر من عمل بھا من بعدہ من غیر ان ینقص من اوزارھم شیئ رواہ مسلم یعنی جو شخص کہ جاری کرے اسلام مین نیک طریقہ پس اوس کے واسطے جزاے خیر اُس کی ہے اور ثواب اُنکا جو لوگ عمل کرین اُسپر بعد اُس شخص کے بغیر اس کے کہ کم کیجاوے اُن کے ثوابون سے کوئی چیز اور جو شخص کہ جاری کرے بد طریقہ پس اُسپر بار گناہ اُس کام کا ہے اور بار گناہ اُن شخصونکا ہے کہ عمل کرین اُس طریقہ پر بعد اُس کے بغیر اسکے کہ کم کیجاوے اُن کے بار گناہون سے کوئی چیز بمضمون اس حدیث کے اہل سنت وجماعت نے بدعت کی دو قسم مقرر کی ہین بدعت حسنہ وبدعت سیئہ زبان حضرت رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وسلم مین بلکہ زمان اصحاب وتابعین مین کوئی کتاب تفسیر قرآن مجید یا صحاح ستہ وغیرہ سے حدیث شریف مین تالیف نہوئی اور نہ اصول حدیث واصول فقہ وفروع مسائل فقہ وعقائد ولغات مین وجرح وتعدیل رواۃ وتمیز صحت وسقم احادیث وعلم کلام ورد مذہب قدریہ وجبریہ ومجسمہ وشیعہ وخوارج مین کوئی کتاب تصنیف ہوئی اور نہ

قواعد علوم معانی و بلاغت و صرف و نحو وغیرہ مقرر پائے لیکن جبکہ سمجھنا علوم دین کا منحصر تحصیل پر ان علوم کے ہوگیا اُس کا حاصل کرنا بھی ضرور ہوا اس واسطے کہ لوازمات واجب کے واجب ہوجاتے ہین اور بمقتضائے روایت صواعق محرقہ احوال مین انعقاد اجماع کے خلافت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ ما راٰہ المسلمون حسنا فھو عند اللہ حسن رواہ الحاکم عن ابن مسعود یعنی جس کام کو اہل اسلام بہتر سمجھین پس وہ نزدیک اللہ تعالی کے بہتر ہے ان سب علوم کی تالیف و تصنیف کو علمائے اہل سنت نے ضروری سمجھا تو اُسکو بدعت حسنہ کہنا ہوسکتا ہے جو لوگ بدعت کی تقسیم نہین کرتے ہین اُنکو ملحق بالسنہ سمجھتے ہین اور امورات دنیا مین بھی بہت اشیائے جدید بعد عہد خیر القرون پیدا ہوئیں جیساکہ بندوق توپ ریل گاڑی تار برقی کہ استعمال ان چیزون کا ناجائز نہین اور بدعت سیئہ وہ ہے کہ ارتکاب اُس عمل کا بحکم شرع شریف گناہ کبیرہ یا صغیرہ ہو چنانچہ شرح صحیح مسلم مین محی الدین نووی لکھتے ہین کہ بدعت پانچ قسم پر ہے واجب مستحب حرام مکروہ مباح پس واجب ہے سیکھنا دلائل متکلمین کا واسطے رد ملحدین و مبتدعین کے اور تصنیفات علم تفسیر و شروح احادیث و علم عقائد و کلام و اصول حدیث و اصول فقہ و صرف و نحو و لغت و معانی وغیرہ سوائے اس کے بعضے دوسرے علوم کی طرف بھی ضرورت ہوتی ہے جیساکہ علم طب واسطے صحت انسان کے اور علم حساب واسطے تقسیم ترکہ وغیرہ کے اور مستحب ہے مانند تقرر مدرسہ و بنائے مسافرخانہ و خانقاہ درویشان وغیرہ نیک کام اور مباح ہے مانند طعام لذیذ و لباس فاخرہ و مکانات عمدہ وغیرہ بمال حلال بغیر اسراف اور جو بدعت کہ گناہ کبیرہ کی حد تک پہونچے وہ حرام ہے جیسے مذاہب خوارج و روافض

ومجسمہ وقدریہ وجبریہ اور جو بدعت گناہ صغیرہ کی حد تک پہونچے وہ مکروہ ہے اس
تقریر سے حاصل یہ ہے کہ صوفیہ کرام کی تصنیفات سلوک طریقت وحقیقت توحید و
معرفت الہی مین جو مشہور ہین قرآن وحدیث وعقائد وفقہ کے مطابق ہین اور دلائل
سب اونکی کتب مین مذکور ہین چنانچہ قدر سے قلیل نمونہ ازخروارے اس رسالہ
مین لکھے گئے ہین والعاقل تکفیہ الاشارۃ اور جس مضمون مین قرآن وحدیث کی دلیل
نہو تو موافق مجتہدین فقہا کے اجتہاد سے ہے بموجب روایت **معاذ ابن جبل** رض کے
ان رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم لما بعثہ الی الیمن قال کیف تقضے اذا عرض
لک قضاء قال اقضے بکتاب اللہ قال فان لم تجد فے کتاب اللہ قال فبسنۃ رسول
اللہ قال فان لم تجد فے سنۃ رسول اللہ قال اجتہد برائی قال فضرب رسول
اللہ صلے اللہ علیہ وسلم علے صدرہ وقال الحمد للہ الذی وفق رسول رسول اللہ
لما یرضے بہ رسول اللہ رواہ الترمذی وابوداؤد والدارمی یعنی بیشک رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جبکہ بھیجا تھا معاذ بن جبلؓ کو طرف یمن کے فرمایا حضرتؐ نے
کیسا حکم کروگے جسوقت کوئی مقدمہ تمہارے روبرو آویگا عرض کی کہ حکم کرونگا
مطابق کتاب اللہ کے فرمایا اگر نپاؤگے کتاب اللہ مین عرض کی پس سنت رسول اللہ
فرمایا پس اگر نپاؤگے سنت رسول اللہ مین عرض کی اجتہاد کرونگا مین اور نہ کوتاہی کرونگا
پس سید العالمینؐ نے ہاتھ مارا اون کے سینہ پر اور کہا حمد ہے اللہ کی کہ توفیق دی
وکیل کو رسول اللہ کے اوس چیز کی کہ راضی ہوا اوس سے رسول اللہ اور ہر ایک طریقہ
مین اولیاے کاملین نے مانند مجتہد فی المذہب یا مجتہدان منتسب کے قرآن وحدیث سے
مسائل توحید وسلوک ثابت کئے ہین یا کشف والہام سے ارشاد فرمایا ہے لیکن

معیار کشف والہام کے واسطے اکابر اولیا کے نزدیک قرآن وحدیث واجماع ہی ہے
چنانچہ حضرت غوث اعظم فتوح الغیب کے مقالہ چہلم مین فرماتے ہین کل حقیقة
لا یشهد لها الشرع فهو زندقة یعنی جو علم حقیقت وکشف کہ گواہی ندے اُس کی
شرع شریف پس وہ کفر اور ملحدی ہے اس واسطے لازم ہے کہ اجتہاد اکابر صوفیہ
کو برابر اجتہاد علماے مجتہدین کے سمجھنا چاہیے مسائل سلوک وتوحید وغیرہ مین دلائل
قرآن وحدیث واجماع بیان کئے ہین لہذا ہر وقت ہر ایک صدی مین قرناً بعد قرن
عصر مبارک حضرت سید المرسلین سے آج تک اس گروہ تارکین دنیا وعابدین زاہدین
کی فضیلت پر اور اون کے عالی مرتبہ اور مقبول درگاہ الہی ہونے پر اجماع امت
ہوتا رہا وفی المشکوة عن ابی هریرة قال قال رسول الله صلے الله علیه وسلم
یدخل الفقراء الجنة قبل الاغنیاء بخمس مائة عام نصف یوم رواه الترمذی
یعنی داخل ہون گے فقراے امت محمدی غنی لوگون سے اول پانسو برس پہلے کہ
مدت نیم روز کی ہے ایام عالم آخرت سے اور چند احادیث فضائل مساکین وفقرا
وذاکرین بیشتر اس رسالہ مین مرقوم ہوے ہین وعن عمر ابن الخطاب رضی الله
عنه قال سمعت رسول الله صلے الله علیه وسلم یقول ان خیر التابعین رجل
یقال له اویس وله والدة وکان به بیاض فمروه فلیستغفر لکم رواه مسلم
یعنی بیشک بہترین تابعین کا ایک مرد ہے کہ کہا جاتا ہے اوسکو اویس اوسکی ہے
والدہ اور تھا اوس شخص کو مرض برص پس امر کرو تم اوس کو تاکہ طلب مغفرت کرے واسطے
تمھارے فضائل اویس قرنیؓ کے باب ذکرین مین مولانا شیخ عبد الحقؒ نے اخیر
شرح مشکوة مین بہت سے لکھے ہین اونکا برص اونکی دعا سے جاتا رہا تھا صرف ایک درم

کے برابر باقی رہگیا تھا اب جای غور ہے کہ حضرت سید الاولین والاخرین محمد مصطفے صلی اللہ علیہ وسلم اور خلفاے راشدین اور اہل بیت طاہرین اور اصحاب صفہ اور اکثر اصحاب کاملین اکابر تابعین رضی اللہ عنہم اجمعین کلہم یہ جمیع اشخاص ہمیشہ اس طریقہ عبادت و ریاضت و تقوی و عزمیت و ترک لذات دنیا پر رہکر اپنی تمام عمر بسر کر گئے طریقت اور سلوک اس راہ کا نام ہے سورہ مزمل اور سورہ ہل اتی اس امر کے دوگواہ بس ہین از انجملہ امام زین العابدین سید الساجدین کے حالات کثرت عبادات شب و روز پر سب علما متفق ہین پس حضرات ائمہ اثنا عشر و خواجہ حسن بصری و معروف کرخی و جنید بغدادی و بایزید بسطامی و غوث اعظم محی الدین سید عبد القادر جیلانی و خواجہ بہار الدین نقشبند و خواجہ معین الدین چشتی و شیخ شہاب الدین سہروردی و ابو الحسن شاذلی و شیخ احمد رفاعی و مجدد الف ثانی شیخ احمد سرہندی وغیرہ اولیاے کرام قدس اللہ اسرارہم مرتبہ ولایت مین درجہ کمال کو پہونچے اور اکثر بزرگان اہل اللہ طریقون مین سے اون کے اولیاے کامل ہوے ہین کتب علم سیر و تاریخ کے دیکھنے سے مفصل حالات اون کے عادات ریاضت روزمرہ اور دوام عبادات و صیام و اذکار و اشغال معلوم ہوتے ہین ان کے صاحب ولایت ہونے پر اور ان سب طریقون کے مقبول ہونے پر جمیع اہل سنت کے علما و سلاطین و امرا و خاص و عام کا اجماع ہر وقت مین ہوتا رہا پس جو کوئی سلوک طریقت سے ان اکابر اولیا کے انکار کرے حال انکا حضرت رحمۃ للعالمین علیہ الصلوۃ والسلام سے بموجب حدیث ان العلماء ھم ورثۃ الانبیاء رواہ البخاری فی کتاب العلم قرناً بعد قرن موروثی چلا آیا ہے تو وہ شخص اجماع اہل اسلام کا منکر ہوگا چنانچہ اجماع کی مخالفت کرنے مین حضرت رب العزت

کا یہ ارشاد ہے وَمَنْ يُشَاقِقِ الرَّسُوْلَ مِنْ بَعْدِ مَا تَبَيَّنَ لَهُ الْهُدٰى وَيَتَّبِعْ غَيْرَ سَبِيْلِ الْمُؤْمِنِيْنَ نُوَلِّهٖ مَا تَوَلّٰى وَنُصْلِهٖ جَهَنَّمَ وَسَاءَتْ مَصِيْرًا یعنی جو کوئی مخالفت کرے رسول کی بعد اس کے کہ ظاہر ہوئی اوس کو راہ ہدایت اور چلے رستہ سواے راہ اہل ایمان کے حوالہ کرین گے ہم اوس کو جس طرف کہ اوسنے راہ لی اور پہونچاوین گے ہم اوس کو جہنم مین اور بری ہے وہ بازگشت اور حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے مشکوۃ کے باب الاعتصام والسنۃ مین وارد ہے علیکم بسنتی وسنۃ الخلفاء الراشدین المهدیین تمسکوا بها وعضوا علیها بالنواجذ رواہ احمد وابوداود والترمذی وابن ماجہ یعنی لازم سمجھو اپنے پر میری سنت کو اور خلفاے راشدین کے طریقہ کو دستاویز کرو اوس کو اور مضبوط پکڑو اوسکو دانتون سے وعن ابن عمر قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان اللہ لا یجمع امتی علی ضلالۃ وید اللہ علی الجماعۃ ومن شذ شذ فی النار رواہ الترمذی یعنی بیشک اللہ تعالی جمع نہ کرے گا میری امت کو گمراہی پر اور ہاتھ اللہ تعالی کا جماعت پر ہے اور جو کہ علیحدہ ہوا جماعت سے ڈالا جائیگا دوزخ مین وعنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اتبعوا السواد الاعظم فانہ من شذ شذ فی النار رواہ ابن ماجہ من حدیث انس یعنی تابع رہو تم بڑی جماعت کے پس بیشک جو شخص کہ علیحدہ ہوا جماعت سے ڈالا جائیگا وہ دوزخ مین وعن ابی ذر قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من فارق الجماعۃ شبرا فقد خلع ربقۃ الاسلام من عنقہ رواہ احمد وابوداود یعنی جو شخص کہ جدا ہوا جماعت سے ایک بالشت پس تحقیق نکال دیا

اوس نے حلقہ اسلام کا اپنی گردن سے اور باب فضائل سید المرسلین مین بحوالہ ابی داؤد
مشکوٰۃ مین ابی مالک اشعری سے مروی ہے قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم ان اللہ اجارکم من ثلث خصال ان لا یدعو علیکم نبیکم فتھلکوا
جمیعاً وان لا یظھر اھل الباطل علی اھل الحق وان لا تجتمعوا علی ضلالۃ
یعنی اللہ تعالی نے پناہ دی تمکو تین خصلتون سے یہ کہ نہ بددعا کرین تم پر تمھارے
نبی کہ اوس سے تم سب ہلاک ہوجاؤ اور یہ کہ غالب نہ آوین کفار اہل اسلام پر کہ نیست
ونابود کردین اور یہ کہ اتفاق نہ کرو تم سب گمراہی پر واضح ہو کہ ائمہ اربعہ یعنی حضرت
امام ابو حنیفہ وامام مالک وامام شافعی وامام احمد بن حنبل ہر مجتہد مطلق دین اسلام کے
بالاجماع مقرر ومسلم ہین اور کتب اون کے مذاہب کی بتفصیل مسائل بیشمار موجود
ہین جیسا کہ خلفاے اربعہ بعد حضرت سید المرسلین کے واجب الاتباع تھے
ویسا ہی مذاہب ائمہ اربعہ پر عمل کرنا ضرور ہے اور بخلاف ان چار مذہب کے عمل کرنا
جائز نہین اس مسئلہ پر اجماع سب اہل اسلام کا منعقد ہوا ہے چنانچہ ملا علی قاری
نے رسالہ رد قفال مین اور شاہ ولی اللہ صاحب نے عقد الجید وانصاف وغیرہ مین
لکھا ہے لیکن ائمہ اربعہ کے تلامذہ اور اون کے مابعد کے علما نے کتب علم عقاید و
علم اصول فقہ وفروع فقہ وفرائض وعلم تفسیر وعلم حدیث واصول حدیث واسماے
رجال وسیر وتاریخ وغیرہ علحدہ علحدہ تصنیف وتالیف کی ہین ہر علم کے مجتہد علحدہ
مقرر ہین اون کو مجتہد فی المذہب ومجتہد منتسب کہتے ہین مثلاً مؤلفین صحاح ستہ
کو علم حدیث مین دستگاہ زیادہ تھی علم فقہ مین ویسی زیادہ دستگاہ تھی اکثر یہ لوگ تلامذہ
امام احمد بن حنبل کے ہین علم عقائد وکلام مین ابو الحسن اشعری وابو منصور ماتریدی کو

مزاولت زیادہ تھی اس واسطے ہر مسئلہ مین عقائد و کلام کے اون کے اقوال نقل کئے جاتے
ہین علم فقہ مین قاضی خان اور صاحب ہدایہ وغیرہ مہارت زیادہ رکھتے تھے لہذا اون کے
اقوال مقدم ہوتے ہین علی ہذا القیاس علم حقائق توحید و سلوک طریقت مین جنید بغدادی
و بایزید بسطامی و حضرت محی الدین سید عبد القادر جیلانی و خواجہ بہاء الدین نقشبند و خواجہ
معین الدین چشتی و مجدد الف ثانی وغیرہم کے ارشادات دستاویز کئے جاتے ہین یہ سب
بزرگان دین مجتہد منتسب یا مجتہد فی المذہب یا اہل ترجیح کا مرتبہ رکھتے تھے ان سب کو
اور جو اون کے مانند ہوئے ہین مقتدا اور پیشوا اہل اسلام کا جاننا چاہئے اور جو لوگ
کہتے ہین کہ ائمہ اربعہ علم معرفت و حقیقت توحید سے واقف نتھے کمال نادانی کی بات
ہے جمیع علوم کہ اصحاب و اہل بیت نے حضرت خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم سے
نقل کئے تھے بذریعۂ تابعین ائمہ اربعہ کو تمام و کمال پہونچے اور اون کی وساطت
سے سب علما و محدثین مستفید علوم دین ہوئے اور یہ تمام اکابر اولیا کسی ایک کی مذاہب
ائمہ اربعہ سے تقلید و اتباع کرتے رہے اور کوئی ان مین سے مجتہد مطلق یا غیر مقلد
ہونیکا مدعی نہین ہوا چنانچہ اتباع کرنا مذہب امام احمد بن حنبل کو غوث اعظم محی الدین سید
عبد القادر جیلانی کا غنیۃ الطالبین و بہجۃ الاسرار وغیرہ سے متواتر ثابت ہے اس تمہید
کی تقریر سے اقسام بدعت بخوبی واضح ہوگئین کہ بدعت سیئہ کا عمل مین لانا اور نیت بد
اپنے دل مین رکھنا اور اوس کو بہتر سمجھنا شریعت مین جائز نہین ہو سکتا اور جو فعل مباح
حسب مصلحت وقت نیک نیتی سے کیا جاتا ہے بحکم الاعمال بالنیات اوس سے اجر عظیم
کا نتیجہ حاصل ہوتا ہے اوسپر بدعت کا گمان کرنا بڑی خطا ہے پس بوقت ذکر اللہ
اور مراقبات کے اور حلقہ توجہ مین آنکھین بند کرنا تالو کو زبان لگانا بہ لحاظ دفع خطرات

کے اور رو بقبلہ دو زانو با وضو بیٹھنا ایسے شرائط ضروری نہین ہین کہ بغیر اوس کے
عمل بالکل مقبول نہو لیکن یہ آداب و قواعد مقررہ عمل مین لانے بہت اولیٰ و افضل
ہین بغیر اوس کے تاثیر کامل اور حضور قلب جو مقصود اصلی ہے حاصل نہین ہوتا خصوصاً
مبتدی کے واسطے یہ آداب اور تصور شیخ و دفع خطرات دنیوی کے لئے لازم اور
ضروری ہین پیران کبار کہ مجتہدان علم طریقت و حکماے روحانی ہین اونہون نے
واسطے امراض باطنی کے حسب مناسب مصلحت وقت سمجھکر علاج تجویز کئے ہین اور
منتہی کا مرتبہ بہت اعلیٰ ہے اوس مرتبہ والون کو معاملات دنیوی بھی حضور قلب
مین بالکل حائل نہین اونکا یہ حال ہے کہ دل بیار دست بکار اون کی شان مین
مالک نے یہ ایسا فرمایا ہے اَلَّذِیْنَ یَذْکُرُوْنَ اللّٰہَ قِیَامًا وَّقُعُوْدًا وَّعَلٰی جُنُوْبِہِمْ سورہ آل عمران
اور ارشاد ہوا رِجَالٌ لَّا تُلْھِیْھِمْ تِجَارَۃٌ وَّلَا بَیْعٌ عَنْ ذِکْرِ اللّٰہِ سوا اسکے سورہ نور
اکثر آداب اولیاء اللہ نے مقرر فرمائے ہین چنانچہ کثرت صیام و قلت طعام و ترک
لذات واسطے اوس شخص کے جو غذاے لذیذ کھا کر سست ہو جاوے اور عبادت
و ذکر و شغل سے غافل رہے سالکین طریقت حکماے روحانی ہین ہر مرض
باطنی کے واسطے حسب مناسب پرہیز تجویز فرماتے ہین جیسا کہ شریعت مین بوقت
ضرورت کوئی ناجائز چیز سے علاج کرنا درست ہے ایسا ہی حسب ضرورت اگر
کوئی سالک ایسا کام کرے کہ ظاہراً نامناسب معلوم ہو اور اوسکا سبب خیال
مین نہ آوے تو بھی جاے طعن و اعتراض نہین ہے مثلاً بے ضرورت سوال کرنا
جائز نہین اگر فقراے اہل اللہ کی خدمت کے لئے یا اپنا کبر و غضب دور کرنے کے
واسطے یا نفس شکنی کی غرض سے یا اور کسی مصلحت کے لحاظ سے بہ نیت نیک

بے ضرورت سوال لوگون سے کوئی صاحب باطن کرے تو اوس سے بد اعتقاد
نہین ہونا چاہئے چنانچہ شیخ سعدی علیہ الرحمہ نے باب دوم گلستان مین لکھا ہے مریدے
گفت پیرے را کز خلق برنج اندرم از بسکہ بزیارت من ہمی آیند و اوقات مرا از تردد ایشان
تشویش میباشد گفت ہر کہ درویشانند مر ایشان را وامے بدہ و آنکہ توانگرانند از ایشان
چیزے بخواہ کہ دیگر یکے گرد تو نگردد کوئی شخص اگر کسی سے بطور قرض طلب کرتا ہے اور
نیت ادا کرنیکی رکھتا ہے تو قرض لینا جائز ہے ۔

تیرھوین فصل نسبت صوفیہ کے احوال کے بیان مین

شفاء العلیل ترجمہ قول الجمیل مین جو کیفیت نسبت صوفیہ مندرج ہے اوسکا قدرے خلاصہ
لکھا جاتا ہے کہ نسبت اللہ تعالیٰ کے انتساب اور ارتباط سے عبارت ہے اور نسبت کی
حقیقت اور ماہیت کیفیت ہے جو نفس ناطقہ مین حلول کر گئی ہے از قسم تشبیہ بفرشتگان
جب بندہ اذکار و طاعت مین قایم رہتا ہے تو اوسکو ایک صفت حاصل ہو جاتی ہے جسکا
قیام نفس ناطقہ مین ہے اور اس توجہ کا ملکہ راسخہ پیدا ہو جاتا ہے پس نسبت کے اقسام مین
نسبت محبت نسبت عشق نسبت کسر نفسی یعنی نفس شکنی اور نسبت مشاہدہ عبارت
ہے ملکہ توجہ سے طرف ذات مقدس مبدء فیاض کے یعنی خالق فیض رسان ہر دو جہان
کی طرف حال محویت اور استغراق کا حاصل ہو غرض ذکر و شغل سے اس نسبت کا حاصل کرنا ہے
کہ بہر حال دائم و قائم رہے اور ہمیشہ مشق جاری رہنے سے ملکہ راسخہ ہو جائے اور زمان
اصحاب و تابعین مین دوام طہارت و کثرت عبادات و خلوت و خوف الہی و تلاوت قرآن
و سماعت احادیث متعلقہ خوف و رجا و رحمت الہی سے یہ نسبت حاصل ہو جاتی تھی اور یہی
نسبت مقصود ہے اور یہی متوارث ہے جو حضرت خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم سے لی ہے

اور آداب ذکر و شغل کے جو اولیاء اللہ نے مقرر کئے ہین تو کوئی نادان اپنی فہم ناقص سے انپر بدعت کا
گمان نکرے اسواسطے کہ حاصل کرنا نسبت موصوفہ کا زمان رسالت سے ابتک برابر چلا آیا ہے اگرچہ
طریقے اسکے حاصل کرنیکے بذریعۂ ذکر و شغل کے نقشبندیہ یا قادریہ یا چشتیہ وغیرہ باختلاف قلیل مقرر ہوے
ہین پس اولیاے طریقت نے مانند مجتہدین شریعت کے قرآن و حدیث کے ظاہر و باطن و اشارات و کنایات
سے بطریق اجتہاد مسائل کا استنباط کیا ہے اور قواعد مقرر فرمائے ہین پس اصل اجتہاد کی اجازت جو قرآن
و حدیث سے ثابت ہے اوسپر بدعت کا گمان کرنا سراسر غلط ہے لیکن حضرت صحابہ کو بسبب روشنی آفتاب
رسالت کے تحصیل نسبت کے واسطے اشغال مقرر کرنیکی ضرورت نتھی جیسے صحابۂ کرام کو قرآن و حدیث
کے فہم مین قواعد صرف و نحو کی ضرورت نتھی اہل عجم اور عرب اس وقت کے اوسکے محتاج ہین لیکن تابعین کو
بسبب بعید ہونے زمان رسالت کے البتہ اشغال مذکورہ کی ضرورت ہوئی یعنی بغیر طریقون صوفیہ
کے حصول مقصود ممکن نہین جیسا کہ اتباع مذاہب اربعہ کا علوم شریعت مین واجب ہے ویساہی صوفیہ
کے طریقون کی پیروی علم باطن کے حصول مقصود کے واسطے لازم ہے اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ هَدٰنَا لِهٰذَا
وَمَا كُنَّا لِنَهْتَدِیَ لَوْلَآ اَنْ هَدٰنَا اللّٰهُ المنۃ للہ تعالےٰ و تقدس کہ تمام ہوا یہ رسالہ مقامات اولیا برکات و عنایات
و توجہات و ارشادات سے ہمارے پیر و مرشد جناب مولانا محمد نعیم صاحب الملقب حضرت مسکین شاہ صاحب
مدظلہ العالی بذریعہ زبان قلم مؤلف کمترین جہان فقیر حقیر مسمی محمد خلیل الرحمن عفی اللہ عنہ و عن والدیہ ساکن
بلدہ دار السرور برہان پور مقیم شہر فرخندہ بنیاد حیدر آباد بتاریخ ۲۵ ماہ شعبان ۱۳۱۲ ہجری والحمد للہ اولاً و آخراً

خاتمۃ الطبع

الحمد للہ والمنۃ کہ کتاب لاجواب مقامات اولیا مصنفۂ مولانا محمد خلیل الرحمن صاحب
برہان پوری سلمہ الباری بتصحیح تمام و تنقیح مالا کلام از اہتمام احقر الانام محمد عبد الاحد عفی اللہ عنہ الصمد
بمطبع مجتبائی واقع دہلی باواخر ماہ شعبان المعظم ۱۳۱۳ ہجری نبوی صلعم مطبوع گردید

سلک السلوک یہ کتاب سلوک میں بزبان فارسی اول درجہ کی کتاب ہی جس کو مولانا ضیاء الدین نخشبی رحمہ اللہ نے جو حضرت فرید الدین گنجشکر رحمۃ اللہ علیہ کے خلیفہ خاص ہیں تصنیف فرمایا ہی مسائل سلوک کے ساتھ پند و نصائح اقوال بزرگان و تمثیل و حکایات مع اشعار و قطعات اور رباعیات دلچسپ بہت خوبی سے لکھے ہیں مطبع نے نہایت اہتمام سے اس کو طبع کیا ہی۔

کلمات طیبات فارسی مجتبائی اس مجموعہ میں حضرت غوث الثقلین و حضرت میرزا جانجاناں شہید رحمہ اللہ و حضرت قاضی ثناء اللہ پانی پتی رحمہ اللہ و حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمہ اللہ کے مکتوبات ہیں۔

لطائف قدوسی مشتمل بر حالات حضرت شیخ عبد القدوس صاحب گنگوہی مجتبائی مولفہ مولانا رکن الدین سجادہ نشین و صاحبزادہ حضرت شیخ المشائخ عبد القدوس گنگوہی رحمہ اللہ اس میں حضرت کے مفصل حالات ابتدا سے آخر تک بطور سوانح عمری لکھے ہیں۔

منتخب مکتوبات قدوسی حضرت شیخ عبد القدوس گنگوہی رحمہ اللہ جن میں خاص سلوک و اسرار باطنی کا بیان ہی عجیب و غریب چیز ہی۔

اخبار الاخیار از حضرت شیخ عبد الحق محدث دہلوی رحمہ اللہ بزرگان و اولیائی کرام کے حالات حضرت شیخ نے کمال شرح و بسط سے لکھے ہیں عجیب کتاب ہی

مقامات مظہری الموسوم بہ لطائف خمسہ فارسی مجتبائی اس میں حضرت شمس الدین حبیب اللہ مظہر جانجاناں شہید رحمہ اللہ کے مقامات مکتوبات ملفوظات حالات معمولات ہیں جنکو حضرت شاہ غلام علی شاہ صاحب رحمہ اللہ نے جو آپکے خلیفہ خاص ہیں لکھا ہی اور آخر کتاب میں ایک رسالہ حضرت مولانا شاہ عبد الغنی صاحب دہلوی مجددی رحمہ اللہ کا ہی۔ قابل دید کتاب ہی

مرقعہ کلیمی فارسی اصلی محشی در دعوت اعمال از شاہ کلیم اللہ جہان آبادی رحمہ اللہ

آداب الطالبین مع رسالہ رفیق الطلاب ابواب ثلاثہ وغیرہ۔

مفتاح العاشقین از حضرت شیخ نصیر الدین چراغ دہلی۔

ارشاد الطالبین فارسی از قاضی ثناء اللہ صاحب رحمہ اللہ پانی پتی در مسائل تصوف مع ضمیمہ یک مکتوب حضرت شیخ شرف الدین یحیی منیری رح مشتمل بر عقائد ضروری و فوائد دین متین۔ مجتبائی

حسنات العارفین فارسی معرفہ شطحیات دارا شکوہ قادری۔ مجتبائی اس کتاب میں بہت سے اولیا اور عارفوں کے شطحیات منقول

ہدایۃ الطالبین فارسی از حضرت شاہ احمد سعید صاحب نقشبندی مجددی رحمہ اللہ اس میں علاوہ اذکار و اشغال کے نسبتوں کا حال بھی لکھا ہی اور خصوصاً اپنا حال جو بتوجہ قطب زمان حضرت شاہ غلام علی شاہ صاحب فیضیاب ہوئے ہیں اور نیز بعض اذکار عالم رویا میں بڑے پیر صاحب سے حاصل ہوئے ہیں۔ یہ عجیب کتاب ہی۔

نظام القلوب فارسی از ملفوظات حضرت نظام الدین اورنگ آبادی خلیفہ حضرت شاہ کلیم اللہ جہان آبادی مجتبائی

دلیل العارفین ملفوظات حضرت خواجہ معین الدین چشتی مرتبہ حضرت خواجہ قطب الدین

در المعارف از مولانا رؤف احمد برادر حضرت شاہ ابو سعید ملفوظ حضرت شاہ غلام علیشاہ صاحب۔

در مکنون ترجمہ انوار العیون از حضرت شیخ عبد القدوس گنگوہی مع حالات شاہ عبد الحق ردولوی

کشکول شریف محشی در اذکار و اشغال از شاہ کلیم اللہ جہان آبادی۔ ایضاً مع ترجمہ اردو

مرقعہ شریف فارسی اصلی در اعمال و اوراد از حضرت شاہ کلیم اللہ جہان آبادی ایضاً مع ترجمہ اردو۔

جواہر خمسہ فارسی اصلی کا اردو ترجمہ یہ کتاب مثل عنقا ناپید اتھی مرزا محمد بیگ صاحب نے اردو زبان میں اسکا ترجمہ کیا ہی اور بنظر سہولت تین حصوں میں منقسم کیا ہی پہلے میں دو جوہر دوسرے میں ایک تیسرے میں بقیہ فی الحال پہلا

قرۃ العینین فی تفضیل الشیخین

شایقین دین متین و طالبان اہل یقین کو مژدہ ہو کہ اندنوں ایک کتاب نادر الوجود کمیاب تصنیف منیف
حضرت قدوۂ اہل اللہ نخبۂ عارفان حق آگاہ شیخ الشیوخ جناب مولانا شاہ ولی اللہ محدث دہلوی قدس سرہ
بافضال ایزدی سے حقر کو ہاتھ آئی چونکہ اس زمانہ میں مذاہب اہل بدعت کی کثرت ہوگئی ہے اسلئے ایسی کتاب کا
شائع ہونا نہایت ضروری سمجھکر کتاب مذکور کے تین نسخے قلمی صحت کے لئے نہایت تلاش سے اور بھی
بہم پہنچائے اور وحید زمن جناب مولانا محمد احسن صاحب کی خدمت میں بھیجکر استدعا اُس کی تصحیح اور بقدر
ضرورت تحشیہ کی کی گئی یہ تینوں نسخے بھی اغلاط سے پاک نہ تھے لیکن حضرت مصحح رحمہ اللہ نے بڑی محنت اور
جانفشانی سے ازالۃ الخفا اور دوسری کتابوں سے کہ جن کے حوالے شاہ صاحب نے دئے تھے مقابلہ
فرماکر اسکی عبارت کو درست کیا اور مضامین مشکلہ پر تحشیہ بھی فرمایا اس کتاب کے مضمون کا خلاصہ یہ ہے
کہ اول ایک ایسی صفت بیان کی ہے کہ جس پر مدار افضلیت کا ہے پھر یہ ثابت کیا ہے کہ یہ صفت خاص بوجہ کمال
صرف شیخین ہی میں تھی اُنکے سوا دوسرے صحابہ میں نہ تھی اور اُس کے ساتھ ہی دلائل عقلی و نقلی بھی
پیش کئے ہیں پھر شیخین کے مآثر کا بیان ہے اور جو مطاعن کہ اُنپر فرقہ مخالف کے لوگ کرتے ہیں اُنکے
جواب الزامی اور تحقیقی بھی مندرج ہیں پھر مآثر اور مطاعن ختنین کے بھی اُسی طرح ذکر کئے ہیں پھر وہ
اسرار بیان کئے ہیں جنکا وجود حضرات شیخین میں پایا جاتا ہے اور اُن مقامات کو اقوال ارباب کشف
و کرامات سے مثالیں دیکر اس طور پر بیان کیا ہے کہ تھوڑی استعداد والے بھی اسکو بخوبی سمجھ سکتے ہیں
آخر میں اپنا مکاشفہ بیان فرمایا ہے کہ ہم نے ارواح شیخین کو ایسی حالت میں پایا اور دوسرے صحابہ
کی ارواح کو اس کیفیت میں اور ختم رسالہ اس مضمون پر کیا ہے کہ اسکا سوال روحانی ہم نے آنحضرت صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم کی روح پرفتوح سے کیا تو وہاں سے بھی ہمارے دل پر یہ القا ہوا کہ یہی امر حق ہے غرضکہ یہ کتاب لاجواب
خوشخط پاکیزہ کاغذ پر صحت کیساتھ چھاپی گئی ہے جو شائق کہ بچشم دل سے اِسکے منتظر تھے منگائیں اور لطف اُٹھائیں

المشتہر

محمد عبد الاحد مالک و مہتمم مطبع مجتبائی دہلی

۲۹۷۴۶۲

آخری درج شدہ تاریخ پر یہ کتاب مستعار
لی گئی تھی مقررہ مدت سے زیادہ رکھنے کی
صورت میں ایک آنہ یومیہ دیرانہ لیا جائے گا۔